ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر ۸۲ ★ قیمت پندرہ روپے ★ ستمبر ۲۰۰۶ء

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؑ بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات





خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ الچوڑی شگر

خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ گلاب پور شگر



نعت رسول مقبول ﷺ

علی احمد قمر

جس راہ میں آجائے زمانہ میرے آقا ﷺ
اس راہ میں دیوار اٹھانا میرے آقا ﷺ
میرے مقابل ہوں وہی خیبر و خندق
پھر کر دے مجھے اتنا توانا میرے آقا ﷺ
جاگوں تو شفاعت کی ہو تعبیر مقدر
ایسا بھی کوئی خواب سہانا میرے آقا ﷺ
خاکی ہوں تو خاک رہ طیبہ میں بکھر جاؤں
اس خاک کی توقیر بڑھانا میرے آقا ﷺ
میں خاک کف پا بھی تو ہوں آپ کے در کا
قدموں میں جھکے میرے زمانہ میرے آقا ﷺ
ایسا بھی کبھی ہو جائے کہ طیبہ کے سفر میں
مرنا بھی ہو جینے کا بہانہ میرے آقا ﷺ
موت آجائے تو گلیوں سے مدینے کی گزر کر
کرنا مجھے اس در سے روانہ میرے آقا ﷺ
جس سمت بھی دیکھوں مجھے طیبہ نظر آئے
منظر وہی آنکھوں میں بسانا میرے آقا ﷺ
جب فرد گناہوں کی میرے سامنے آئے
قدموں سے مجھے اپنے اٹھانا میرے آقا ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۸۳ | قیمت ۱۵ روپے | ماہ ستمبر ۲۰۰۴

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر علامہ محمد بشیر، چیف آرگنائزر جی ایچ معروفی، آرگنائزرز: لیاقت علی خان، غلام مہدی تصوفی۔

خط و کتابت کا پتہ: A-358 سیکٹر نمبر G-6/1-1، اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

نوٹ: مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹر گرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ A-358، G-6/1-1 سے شائع کیا۔

فکر و تذکر (اداریہ)

حاضر ہے آئینہ

حاضر ہے آئینہ

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ یہ رسالہ گروہ بندی، علاقہ پرستی اور فرقہ واریت پھیلانے والی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کرنے کے ساتھ ساتھ احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کے لئے ہر ممکن کوشش کریں اس پالیسی کی وجہ سے اس جریدہ کو کافی شہرت ملی اور ہزاروں کی تعداد میں اس کے مستقل خریدار اندرون ملک اور بیرونی ممالک میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اہل صوفیہ نوربخشیہ جو دوسرے ممالک میں بستے ہیں اُن کی خاطر بھی گروہ بندی کی حوصلہ شکنی کرنا ضروری ہے۔ اس کے برعکس جو عناصر گروہ بندی اور فرقہ واریت کو ہوا دے کر اس کمیونٹی میں عدم استحکام پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کی یہ کاوش قابل مذمت ہے الزام تراشی اور عوام میں نفرت پھیلانے والے یہ لوگ دراصل "لڑاؤ اور مفاد حاصل کرو" کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں ان کا مقصد فرقہ واریت کو ہوا دینا اور گروہ بندی کی تبلیغ کرنا ہے اور یہ لوگ اختلافی پمفلٹ شائع کر کے اہل نوربخشیوں میں تقسیم کر کے ان میں نفرت پھیلا رہے ہیں۔ اس کی واضح مثال ان کی تبیان کا گزشتہ شمارہ ہے۔ جس میں انہوں نے اہل صوفیہ نوربخشیہ پر بے بنیاد الزام تراشی کرتے ہوئے حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کیا ہے لہٰذا ان الزامات کی تردید اور اصل حقائق سے عوام کو آگاہ کرنا اہل صوفیہ نوربخشیہ کا بنیادی حق ہے جس کی تفصیل قارئین کی نذر کی جارہی ہے۔ یاد رہے اگر تبیان کے قلم کار الزام تراشی اور گروہ بندی کی منفی سیاست ترک کریں تو نوائے صوفیہ اس کا خیر مقدم کرے گا ورنہ صفائی پیش کرنا ہر کسی کا حق ہے اگر الزامات کی تردید نہ کریں تو الزام درست تصور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے صفائی پیش کرنا ہماری مجبوری ہے۔ یہ اگر کسی کو ناگوار گزرے تو معذرت خواہ ہیں۔

1- تبیان کے صفحہ 20 پر الزام تراشی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ گزشتہ سال پیر صاحب کی گاڑی کو صوفیہ والوں نے آگ لگائی تھی۔

اہل صوفیہ نوربخشیہ اولاً اس قسم کے الزامات کو اس لئے اہمیت نہیں دیتا کیونکہ یہ پُرانی بات ہے حقیقت ہوتی تو اُس وقت FIR درج کرا دیتے مگر ایسا نہیں ہوا تا ہم اس قسم کے الزام تراشی غیر ذمہ دارانہ ہے اگر تبیان والوں کے پاس ثبوت ہے تو دیر کس بات کی ہے دراصل اس قسم کے بے بنیاد الزامات عوام میں نفرت پھیلانے کی ایک سازش ہے ورنہ جس وقت آگ لگی تھی اُس وقت انتظامیہ نے تحقیقات کے لئے رپورٹ درج کرنے کو کہا تو انکار کن وجوہ کی بناء پر کیا ورنہ تحقیقات شروع ہو جاتی اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا۔ اس لئے تجزیہ نگار اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ آگ دراصل امامیہ والوں نے لوگوں سے ہمدردی لے کر زیادہ سے زیادہ چندہ جمع کرنے کی کوشش کے طور پر لگائی تھی۔ اس میں صوفیوں کا

کیا تصور ہے۔

-2 علماء صوفیہ نوربخشیہ پر نوربخشی کتابوں میں ترمیم و اضافہ کرنے کا بے بنیاد الزام لگایا ہے۔ یہ الزام دراصل الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مترادف ہے۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کون ان کتابوں میں ترمیم و اضافہ کرنا چاہتے ہیں اور کس کس نے ان کتابوں میں ایسا کیا ہے اس سلسلے کی وضاحت یہ ہے۔

(i) رسالہ امامیہ جو اصل میں چند صفحات پر مشتمل تھا جسے دعوات صوفیہ کے ساتھ مشترکہ بائنڈنگ کیا ہوا تھا جس کا مشترکہ نام "دعوات صوفیہ مع رسالہ امامیہ" لکھا ہوا تھا اس کتابچہ کو اخوند تقی الحسینی صاحب نے ترمیم و اضافہ کر کے ایک کتاب کی شکل دی ہے جس میں صوفیہ نوربخشیہ کے آمنت باللہ تا آخر کی جگہ پر دوسروں کے اصول دین اول توحید، دوئم عدل تا آخر لکھا گیا ہے۔ جس پر علماء امامیہ نوربخشیہ نے اپنے تاثرات میں لکھا ہے کہ اخوند موصوف کو تو ہم نے ایسا ہی کرنے کی اجازت دی تھی۔

(ii) ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب کے ترجمہ کردہ دعوات صوفیہ کو امامیہ کے خورشید عالم نے ترمیم و اضافہ کر کے شائع کیا۔ کتاب کا ٹائٹل، رنگ اور بائنڈنگ بھی ہو بہو نقل کی گئی تاکہ لوگ دھوکہ کھا کر یہ کتاب خرید لیں۔

(iii) اسی خورشید عالم نے قاعدہ میں ناجائز باتیں تحریر کر کے بچوں کو بے راہ روی کی طرف دھکیل دیا۔ علماء اس قاعدہ پر پابندی لگائے جانے کے باوجود اسے پڑھا رہے ہیں۔

(iv) امامیہ والے شاہ سید محمد نوربخش کے فقہ احوط میں گیارہ نکات کے نام سے فقہ کے متن میں ترمیم و اضافہ کرنا چاہتے تھے مگر عوام نے اسے یکسر مسترد کر دیا۔

(v) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور عالم اسلام کا واحد غیر متنازعہ کتاب ہے مگر امامیہ والوں نے اس کلام اللہ کو بھی مختلف حوالوں اور شکل میں متنازعہ بنانے کی مذموم کوشش کی اور اس کے مقابلے میں ایک مصحف جس کا وجود ہی نہیں ہے اس کا پرچار شروع کر دیا اور امامیہ والوں کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ ہمارے مولیٰ علی کا لکھا ہوا قرآن ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ہے جس میں تشریح، ناسخ و منسوخ اور بہت کچھ ہے یہ مصحف امام مہدی لے کر آئے گا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ مصحف امیر المومنین کے وجود کا انکشاف اسلام کے مایہ ناز کتابوں سے ہوا ہے لہذا ہمیں ان کتابوں سے لا کر لکھنے سے کوئی نہیں روک سکتا اگر فتویٰ لگانا ہے یا کیس کرنا ہے تو ان کتابوں کے خلاف پہلے کیس کرو۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن کتابوں سے یہ مواد لیا گیا ہے تو ان کتابوں میں قرآن مجید کو نامکمل اور تحریف شدہ قرار دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہے۔ کیا ایسے اختلافی مواد کو بار بار عوام کے سامنے رکھنے سے عوام قرآن مجید سے بدظن ہو سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ قرآن مجید پورے عالم اسلام کا واحد غیر متنازعہ کتاب ہے اگر اس کے مقابلہ میں کوئی اور قرآن مجید مستقبل بعید میں لے کر آنے کی بات کریں یا اس قرآن پر کسی حوالے سے بھی انگلی اٹھانے کی کوشش کریں تو ظاہر ہے تمام مسلمانوں کو اس سے دکھ ہوگا

سوائے ان کے کہ جن کے دلوں میں کھوٹ ہے وہ مختلف حوالوں سے الگ نظریہ پیش کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مکاتب فکر کے علماء نے اس مسئلہ پر یکساں موقف اختیار کرتے ہوئے سیرت معصومین کے متنازعہ مندرجات پر فتوئی دیا اس میں فتوئی کے بھیک مانگنے کا کیا سوال ہے۔ اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل جس میں پاکستان کے مختلف مکاتب فکر کے علماء قانون دان شامل ہیں۔ انہوں نے از خود اس کتاب کو ناشر سے منگوا کر مطالعہ کیا اور کونسل کے اجلاس میں متفقہ طور پر اس کتاب پر پابندی لگائی اور اس کتاب کے متنازعہ مندرجات کو توہین اسلام، توہین قرآن مجید، توہین صحابہ و توہین اہلبیت قرار دیا اور اسے مسلماوں میں پھوٹ ڈالنے کی سازش قرار دیا۔

3- تبیان میں لکھا ہے نوربخشیوں پر مظالم ڈالنے والوں سے فتوئی لیا گیا وغیرہ۔۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں اُن کی آگاہی کے لئے عرض یہ ہے کہ ایران میں صفوی دور حکومت میں نوربخشیوں کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا گیا انہوں نے تو ایران سے اہل نوربخشیہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا اسی طرح لداخ اور کارگل میں کیا اور اہل نوربخشیہ کو رائٹ ٹرن کرا دیا تھا۔ اس وقت یہ امامیہ والے کہاں چھپے ہوئے تھے۔ اور اب مدرسہ ڈیرہ دوں میں بھی اسی سازشی ٹولے کے ذریعے وہاں کے سادہ لوح نوربخشیوں میں پھوٹ ڈالی جارہی ہے۔ جس کی اطلاع ڈیرہ دون سے محمد یونس نے دی ہے اس سازش میں کراچی سے کون ملوث ہوسکتا ہے، قارئین اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

4- تبیان لکھتے ہیں کہ اتفاق و اتحاد کی خاطر سیرۃ معصومین سے متنازعہ تمام شق نکال دی گئی ہیں ورنہ امامیہ والے ان متنازعہ مندرجات کے معتقد ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر اتفاق و اتحاد کی خاطر یہ مندرجات نکالے ہیں تو اتفاق و اتحاد کی خاطر حلفیہ بیان 1992ء ولا معاہدہ کریس معاہدہ یلغار اور معاہدہ چپچن پر عمل درآمد کیوں نہیں کرتے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے لداخ اور کارگل میں اس لفظ امامیہ کو دائیں والوں نے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور کہا ہم بھی امامیہ ہے اور تم لوگ بھی امامیہ ہو لہذا الگ کس بات کی ہم ایک ہیں ہم میں کوئی فرق نہیں کہہ کر تبدیلی لائی آج ان علاقوں میں دو فیصد نوربخشی رہ گئے ہیں۔ یہی حربہ بلتستان میں بھی اختیار کیا گیا۔ اُن واقعات کی روشنی میں اور ویسے بھی یہاں دونوں گروہ عید و مجالس نماز اور دیگر مذہبی تقریبات بدستور مشترکہ طور پر مناتے ہیں اس کے علاوہ پیر صاحب نے بھی حالیہ جلد دوم میں اندرونی ٹائٹل پر پیر صوفیہ نوربخشیہ ہونے کا اعلان کیا اور خپلو میں پی ٹی ڈی سی ہوٹل میں حکومتی ارکان عوامی نمائندوں اور فریقین کی موجودگی میں پیر صوفیہ نوربخشیہ ہونے کا اعلان کر کے دستخط کئے ہیں۔ قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ امامیہ کی پیوندکاری چند مفاد پرست عناصر کا نعرہ ہے اس کا سلسلہ مذہب سے تعلق نہیں ہے یہ تو صرف عوام کو بیوقوف بنا کر مذہبی سیاست کر کے لڑاؤ اور مفاد حاصل کرو کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ اتفاق و اتحاد کی خاطر متنازعہ مواد کتاب سے نکالنے کی بات عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے کہی جارہی ہے بلکہ یہ اس کتاب

سے نکالنے پر مجبور ہوئے۔

5- تمیان نے مختلف دینی مدارس خصوصاً سنی مدرسوں سے فارغ التحصیل علماء کو دشمنانِ امامیہ قرار دیتے ہوئے مرزا شارخ سے تشبیہ دی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ مشتعل ہو۔ اُن کی آگاہی کے لئے عرض ہے کہ درج ذیل علماء بھی سنی مدارس سے فارغ التحصیل ہیں۔ تو یہ لوگ بھی ان میں شامل ہوں گے، کیا خیال ہے۔

1- مولانا محمد حسن نوری کریس
2- سید محمد شاہ تھلوی مفتی امامیہ
3- سید حسن شاہ شگری
4- سید مہدی شاہ تھلے والے
5- سید خورشید عالم پھڑوا
6- مولانا محمد رضا چلو
7- سید محمد شاہ اطہر سرمیک
8- سید محمد شاہ شگری
9- سید یعقوب شاہ شگری
10- شیخ محسن اشراقی بلغاری
11- اخوند غلام تقی چلو، منہاج القرآن لاہور

☆☆☆

وصولی

شمارہ نمبر ۸۲ کے بعد درج ذیل نمائندہ حضرات اور مستقل خریدار حضرات نے نوائے صوفیہ کے لئے چندہ بھیجے ہیں ادارہ ان حضرات کے شکر گزار ہے اور دیگر نمائندہ و مستقل خریدار حضرات سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی بروقت رقم بھجا کریں تاکہ رسالہ بروقت شائع ہو سکے شکریہ

غلام نبی کوروی نمائندہ کراچی	۱۰۳۵
علی محمد نوشاد براہوی صاحب	۱۵۰
ماسٹر طاہر علی بلغاری صاحب	۱۸۰
حولدار کلرک محمد حسین صاحب سیرمی	۳۰۰
صوفی غلام رسول صاحب	۲۰۰
غلام حسن بلغاری صاحب ۱۳ این ایل آئی	۲۰۰
حولدار محمد شفیع صاحب مری	۲۰۰
ماسٹر عبدالکریم صاحب نمائندہ کھرکوہ	۵۰۰
نائک عبدالرحیم صاحب ۱۳ این ایل آئی	۳۰۰
مراد علی نوری صاحب کریس	۲۰۰
عبدالستار صاحب کریس	۲۰۰
صوبیدار (ریٹائرڈ) غلام مہدی صاحب خپلو	۲۰۰
بابو محمد انوار براہوی صاحب نمائندہ براہ	۲۰۰۰
غلام محمد صاحب نمائندہ کراچی	۷۵۰
علی حسین شگری صاحب بہادر آباد کراچی	۲۰۰

☆☆☆

تعارف قرآن مجید

جی ایچ معروفی

قرآن کا تعارف:

"قرآن" اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اپنے آخری نبی حضرت محمدؐ پر نازل فرمایا۔ یہ کلام اس ذات کبریا کا ہے جو کائنات کا بادشاہ اور زمین و آسمان کا مالک ہے۔ آسمان کی چھت کے نیچے اس سے بہتر اور کوئی کلام نہیں۔ روئے زمین پر کوئی انسان اس کتاب جیسی چند آیات بنانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ساری کائنات میں یہ کتاب ایک ایسا زندہ معجزہ ہے جس کی نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہ کتاب ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کا اعلان اس نے خود کیا ہے۔ اس لئے روئے زمین پر صحیح ضابطہ حیات صرف یہی کتاب ہے باقی تمام ضابطے باطل ہیں۔ یہ کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ہے۔ اس میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ حق پر مبنی ہے دنیا و آخرت کی کامیابی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ حق اسی کے ساتھ ہے جس کی زندگی اس کتاب کے اصول و ضوابط کے مطابق ہے۔ ہر وہ شخص ناکام اور نامراد ہے جس کی زندگی اس کے خلاف ہے۔ یہ کتاب انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے تاقیامت موجود رہے گی۔ اس لئے اس کو خاتم الکتب کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو لیلۃ القدر میں آسمان سے دنیا میں بیت العزت میں نازل فرمایا۔ اس کتاب کی عظمت و عزت اور مقام اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ رب العلمین کا کلام ہے۔ اس کو لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اور یہ سید الانبیاء حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی۔ (نہ کہ معجزہ کے طور پر کسی اور پر نازل ہوئی اس قسم کے اعتقاد رکھنے والے لوگ جاہل ہیں)۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ جو آہستہ آہستہ حالات و ضرورت کے پیش نظر نازل ہوتی رہی۔ یہ نہایت ہی پاکیزہ اور مقدس کتاب ہے۔ قرآن پاک کے علاوہ تین اور آسمانی کتابیں ہیں جو پہلے زمانے کے انبیاء پر نازل ہوئیں۔ ان میں توراۃ، زبور اور انجیل کے علاوہ صحیفے بھی ہیں جو دوسرے پیغمبروں پر نازل ہوئے۔ سب آسمانی کتابوں میں بنیادی تعلیمات مثلاً توحید و شرک، اخلاق و عبادات سے متعلق احکامات مشترک رہے ہیں۔ مگر وہ تمام سابقہ کتابیں ایک خاص دور کے لئے تھیں۔ یہ چونکہ پوری دنیائے انسانیت کے لئے نہ تھیں۔ اس لئے ان کے اکثر احکام بھی ایک خاص وقت کے لئے تھے جو دوسرے زمانے کے لئے قابل عمل نہ تھے۔ مگر قرآن مجید ایک ایسی جامع کتاب ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کرتی ہے۔ اور اس کتاب کے بعد کسی دوسری کتاب کے نزول کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسمائے القرآن:

جس طرح ذات باری تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام ہیں اسی طرح اس کتاب عزیز کے نام بھی اس کے لگ بھگ ہیں۔ اسماء کی یہ کثرت اس بات کی زندہ دلیل ہے کہ یہ کتاب کس قدر اہمیت کی حامل ہے۔ قرآن مجید کے اسماء کے بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں جن میں سے کتاب البرہان کا بیان یہ ہے کہ قرآن کریم کے پچپن نام ایسے ہیں جو خود آیات قرآن سے ماخوذ ہیں۔ ان میں سے چند اسماء مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں:

الفرقان	:	سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والی
نور	:	روشنی اور ہدایت دکھانے والی
شفاء	:	روحانی شفاء اور پیغام صحت
تذکرہ	:	عبرت و نصیحت کا سامان
العلم	:	یہ کتاب سراپا علم و معرفت ہے
البیان	:	اس کتاب کی ہر تعلیم وضاحت سے پیش کی جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کی چند صفتوں کا بھی بیان فرمایا ہے

مثلاً:

حکیم : حکمت والا

العزیز : زبردست عزت والا

مجید : بزرگ

مبین : ہدایت کو واضح کرنے والا

مبارک : بابرکت

کریم : کرامت اور بزرگی والا

اس کتاب کی خوبیوں کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ اس کے مضامین و مطالب کی کوئی حد نہیں۔ کوئی شخص بھی جس کے دل میں ہدایت کی سچی تڑپ ہو وہ اپنے فہم کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

قرآن مجید کا نزول:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو نبی کریمؐ پر یکبارگی نازل نہیں فرمایا بلکہ اس کو آہستہ آہستہ نازل کیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ونزلنٰہ تنزیلا اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا ہے قرآن حکیم کے اس طرح نازل ہونے پر کفار مکہ نے بھی اعتراض کیا۔ کیونکہ انھوں نے توریت اور انجیل کے بارے میں یہود و نصاریٰ سے یہ سن رکھا تھا کہ وہ یکبارگی نازل ہوئیں۔ اس لئے وہ کہتے تھے کہ قرآن یکبارگی کیوں نازل نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم نے ان کے اعتراض نقل کر کے اس کا جواب دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وہ (کفار) کہتے ہیں کہ ان پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اتارا گیا۔ یہ اس لئے تاکہ تمہارے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ہے۔"

جب کہ قرآن حکیم میں دوسری جگہ آیات اسی طرح آئی ہیں جس میں قرآن کو ایک دفعہ نازل کرنے کا ذکر ہے۔ آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

شہر رمضان الزی انزل فیہ القران۔

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

انا انزلناہ فی لیلہ مبراکتہ

"ہم نے اس (قرآن) کو برکت والی رات میں اُتارا۔"

تیسری جگہ ارشاد ہے۔

انا انزلناہ فی لیلہ القدر

"بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا۔"

ان آیات میں تطبیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو رمضان المبارک کے مہینے کی ایک رات میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزت میں ایک ہی بار نازل فرمایا۔ لیلۃ القدر جو کہ رمضان المبارک کے مہینے کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں موجود ہے، میں قرآن نازل ہوا۔ حضرت محمدؐ کی عمر جب چالیس سال کی تھی تو آپؐ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہوا۔ عمر کے اس حصے میں آپؐ زیادہ تر تنہا رہتے تھے۔ آپؐ عبادت کی خاطر غار حرا میں تشریف لے جاتے۔ اسی عرصے میں آپؐ پر قرآن کا نزول ہوا۔

1- وحی کا معنی و مفہوم:

قرآن حکیم وحی الٰہی ہے۔ وحی کے لغوی معنی "چھپا کر اطلاع دینا ہے" شرعی اصطلاح میں وحی سے مراد وہ خاص غیبی طریقہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کسی نبی تک بات پہنچاتا ہے۔ اس میں کسی شخص کے غور و فکر اور تجربہ کو قطعاً کوئی دخل نہیں۔ یہ محض فضل الٰہی ہے اور ذاتی کوشش سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

2- آنحضورؐ پر پہلی وحی:

حضرت خدیجہؓ سے نکاح کرنے کے بعد آنحضور تنہا رہنے لگے تھے۔ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی راتیں وہاں مقیم رہ کر محو عبادت رہتے جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو گھر سے لے جاتے۔ اسی حالت میں ایک دن حضرت جبرائیل آئے اور آپؐ سے کہا "اقراء" (پڑھیے) آپؐ نے فرمایا "انا امی"، "میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔" اس پر جبرائیل امینؑ نے آپؐ کو زور سے دبایا پھر چھوڑ کر کہا "پڑھ" آپؐ نے پھر وہی جواب دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہوا۔ فرشتے نے تیسری مرتبہ پکڑ کر دبایا اور چھوڑنے کے بعد کہا

"اقراء باسم ربک الذی خلق خلق
الانسان من علق"

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا جس
نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔"

پہلی وحی 17 رمضان 40 نبوی کو نازل ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس برس تھی۔ زندگی کے اس نئے تجربہ اور تبلیغ اسلام کی عظیم ذمہ داری سے آپ ڈر گئے۔ ذرا خوف و ہراس کم ہوا تو گھر واپس لوٹے اور حضرت خدیجہؓ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دی اور کہا خدا آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ کیونکہ آپؐ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں محتاجوں کی مدد فرماتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل بوڑھا ہو چکا تھا۔ یہ مذہب عیسائی اور تورات وانجیل کا عالم تھا۔ اس نے سارا ماجرا سن کر کہا۔ یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ پر نازل ہوا کرتا تھا۔ پھر کہا اے کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب قوم آپؐ کو وطن سے نکال دے گی۔ اس کے بعد وحی کا آنا کچھ عرصہ کے لئے بند ہو گیا۔ یہ فترت وحی (وحی کی رکاوٹ) کا زمانہ کہلاتا ہے۔ آنحضرتؐ اس عرصہ میں بہت افسردہ رہا کرتے تھے۔

دوسری وحی:

ایک دن آنحضورؐ راہ پر چلے جا رہے تھے کہ اوپر سے صدا آئی۔ آپؐ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت جبرائیلؑ فضا میں ایک کرسی پر بیٹھے نظر آئے۔ آپؐ پر دہشت طاری ہو گئی۔ گھر تشریف لائے اور فرمایا دثرونی (مجھے چادر اوڑھا دو) گھر والوں نے تعمیل ارشاد کر دی جب یہ آیات نازل ہوئیں۔

یاایھا المدثر، قم فانذر، وربک فکبر
(سورۃ المدثر)

"اے کملی والے اٹھ اور لوگوں کو خبردار کر اور اپنے رب
کی عظمت بیان کر۔"

اس کے بعد وحی کا سلسلہ تا وقت وفات جاری رہا۔
آغاز نبوت میں آنحضور کی یہ عادت تھی کہ نزول وحی کے وقت جلدی جلدی لب ہلاتے تھے تاکہ نازل شدہ آیات اچھی طرح یاد ہو جائیں۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ، ان علینا
جمعہ و قرانہ (سورہ القیامۃ)

"آپ اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیں۔ بے
شک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارا ذمہ ہے۔"

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ کا معمول یہ ہو گیا کہ جب جبرائیلؑ آتے تو آپؐ خاموشی سے سنتے جاتے تھے۔ جبرائیلؑ جب چلے جاتے تو آپؐ نازل شدہ آیات کی اس طرح تلاوت کرتے جس طرح جبرائیلؑ سے سنا تھا۔ عمر کے آخری حصہ میں وحی بکثرت نازل ہونے لگی۔ فرشتہ وحی کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا صبح ہو یا رات، سفر ہو یا حضر جب حکم الٰہی ہوتا حضرت جبرائیلؑ بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہو کر خدا کا پیغام دے دیتے تھے۔

4- کیفیت وحی:

آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے قرآن مجید آپؐ پر مختلف حیثیتوں سے نازل ہوا ہے کبھی پانچ دس اور کبھی اس سے زیادہ یا اس سے کم آیتیں آپؐ پر نازل ہوئیں۔ مثلاً سورت مومنون کی ابتدائی دس آیتیں ایک ہی دفعہ نازل ہوئیں جس واقعہ یا ضرورت کے پیش نظر کوئی سورت یا آیت نازل ہوئی اس واقعہ کو مفسرین کے اصطلاح میں "شان نزول" کہتے ہیں۔

نزول وحی کے وقت رسالت مآبؐ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا، سانس پھول جاتا اور شدید ترین سردی میں بھی پیشانی پسینہ سے شرابور ہو جاتی۔ آپؐ یوں محسوس کرتے تھے۔ جیسے بھاری بوجھ تلے دبے ہوں۔ اگر آپؐ نزول وحی کے وقت اونٹنی وغیرہ پر سوار ہوتے تو جانور اس بوجھ سے دب کر بیٹھ جاتا تھا۔ اس حالت میں آپ کو کلام الٰہی سنائی دیتا تھا۔ فرشتہ کبھی اصل شکل میں اور کبھی انسانی شکل میں خدا کا پیغام لے کر آتا۔ بعض دفعہ گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی۔ آپؐ فرماتے یہ وحی مجھ پر بہت سخت ہوتی تھی۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کسی درمیانی واسطے کے بغیر انبیاء سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کبھی پردے کے پیچھے اور کبھی بلا پردہ اللہ تعالیٰ کوہ طور پر حضرت

موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آواز سن رہے تھے مگر آنکھ بولنے والے کو دیکھنے سے قاصر تھی۔

5- مدت نزول قرآن:

نزول قرآن کا زمانہ دو الگ الگ حصوں میں منقسم ہے۔ کل مدت نزول ۲۲ سال ۲ ماہ اور ۲۲ دن ہے۔

نزول قرآن کے دو ادوار

قرآن حکیم مکہ معظمہ میں آنحضورؐ پر نازل ہونا شروع ہوا پھر آپؐ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ مکہ میں آپؐ تیرہ سال رہے۔ اس کو مکی دور کہتے ہیں اور مدینہ میں آپؐ دس سال رہے اس کو مدنی دور کہتے ہیں۔ ان دونوں زمانوں کو ہم الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

نزول قرآن کا مکی دور:

پہلا حصہ اس زمانے سے تعلق رکھتا ہے جس میں آپ کا قیام مکہ معظمہ میں تھا۔ یہ کل ۱۲ سال ۵ ماہ اور ۱۳ دن کا زمانہ ہے۔ نزول قرآن کی ابتدا ۱۷ رمضان المبارک سے ہوئی۔ سورہ انفال کے مطالعہ سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بدر اور آغاز نزول قرآن کا دن ایک ہی تھا۔ غزوہ بدر ۱۷ رمضان المبارک کو ہوا تھا۔ یہ زمانہ کا اختتام یکم ربیع الاول ۵۳ سن ولادت پر ہوتا ہے۔ جب آپؐ مدینہ تشریف لے گئے۔ اس مدت میں قرآن مجید کا جو حصہ نازل ہوا ہے اس کو مکی کہتے ہیں۔ بناء بریں مکی سورتوں سے فقط وہ سورتیں مراد نہیں جو مکہ میں نازل ہوئی ہوں یا کسی اور جگہ۔

نزول قرآن کا مدنی دور:

نزول قرآن کا دوسرا دور ہجرت کے بعد شروع ہوا یہ کل ۹ سال ۹ ماہ اور ۹ دن کا عرصہ ہے اس کا آغاز یکم ربیع الاول ۵۳ سن ولادت نبویؐ سے ہوا اور ۹ ذوالحجہ ۶۳ ولادت نبویؐ اور ۱۰ ہجری پر ختم ہو گیا۔ اس عرصہ میں جو آیتیں اور سورتیں نازل ہوئیں ان کو مدنی کہتے ہیں۔

مکی اور مدنی سورتیں:

قرآن حکیم میں نزول کے لحاظ سے دو اقسام کی سورتیں ہیں۔ ایک قسم مکی سورتوں کی ہے جب کہ دوسری مدنی کہلاتی ہیں۔ مکی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت مدینہ سے پہلے مکہ معظمہ یا کسی اور جگہ پر نازل ہوئیں۔ یہ سورتیں مکی کہلاتی ہیں۔ قرآن مجید میں ان کی تعداد ۸۷ ہے۔

مدنی سورتوں سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ منورہ یا کسی اور جگہ پر نازل ہوئیں۔ یہ مدنی سورتیں کہلاتی ہیں۔ قرآن کریم میں ان کی تعداد ۲۷ ہے۔

اسی طرح کچھ سورتیں ایسی ہیں جن میں مکی اور مدنی دونوں قسم کی ملی جلی آیات پائی جاتی ہیں۔ جن سورتوں میں مکی آیات کی تعداد زیادہ ہے وہ مکی سورتیں کہلاتی ہیں جب کہ جن سورتوں میں مدنی آیات زیادہ ہیں اور مکی آیات کم، وہ مدنی سورتیں کہلاتی ہیں۔

قرآن پاک کی سورتوں کی خصوصیات

مکی سورتوں کی خصوصیات:

حضور اکرمؐ نے مکہ میں تیرہ سال گزارے اس دوران آپ کو بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؐ جب قرآن پڑھتے تو لوگ درمیان میں چیختے چلاتے تاکہ لوگ قرآن نہ سنیں۔ جو اللہ کے بندے آپؐ پر ایمان لاتے تھے انہیں مارتے پیٹتے۔ یہ تیرہ سال انتہائی مشکلات و مصائب کا زمانہ تھا۔ اس دور میں قرآن کا جو حصہ نازل ہوا اس میں آپ کو صبر کی بھی تلقین کی گئی۔ مکی سورتوں کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

مکی سورتیں زیادہ تر چھوٹی ہیں اور ان کی آیات میں اختصار پایا جاتا ہے۔ اکثر مکی سورتوں میں یاایہا الناس کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

ان سورتوں میں توحید باری تعالیٰ، رسالت نبویؐ اور آخرت پر ایمان لانے پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

ان سورتوں میں انبیاء اور ان کی قوموں کے قصص بیان ہوئے ہیں سجدہ تلاوت کی تمام آیات مکی سورتوں میں آئی ہیں۔

ان سورتوں میں مشرکین مکہ کے عقائد باطلہ کا رد کیا گیا ہے۔

جو سورت حروف مقطعات سے شروع ہو مثلاً الم، الر وغیرہ تو وہ مکی ہے۔ ماسوائے سورہ بقرہ اور آل عمران کے۔

ان سورتوں میں حضرت آدم اور ابلیس کا قصہ مذکور ہے ماسوائے سورہ بقرہ کے جبکہ اس میں بھی یہ قصہ موجود ہے۔

مکی سورتوں میں قسمیں کھائی گئی ہیں۔

مدنی سورتوں کی خصوصیات:

ہجرت کے بعد آپؐ جب مدینہ تشریف لائے تو صورت حال مختلف تھی۔ آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ کی دعوت حق یہاں پہنچ گئی تھی اور مدینے کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت آپ کی رہنمائی میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچی تو آپؐ نے مہاجرین وانصار کی مدد سے ایک اسلامی ریاست قائم فرمائی۔ اس دوران نئی نئی ضروریات کے پیش نظر جو سورتیں اور آیتیں نازل ہوئیں ان میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی مسائل، اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت، عدل وانصاف، تجارت میں لین دین، اور جہاد کی فرضیت کے احکام نازل ہوئے۔ عبادات میں روزہ، زکوٰۃ اور حج بھی فرض ہوا۔ حضورؐ نے مدینہ میں دس سال گزارے اسی دوران مختلف مواقع پر قرآن مجید کی آیتیں اور سورتیں نازل ہوتی رہیں۔

مدنی سورتوں کی خصوصیات:

۱۔ مدنی سورتیں اور آیات زیادہ لمبی ہیں۔

۲۔ ان سورتوں میں یاایھا الذین آمنوا کے الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے۔

۳۔ ان سورتوں میں جہاد کے احکامات پائے جاتے ہیں۔

۴۔ منافقین کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۵۔ یہود ونصاریٰ کے عقائد باطلہ کا رد کیا گیا ہے۔

۶۔ چونکہ مدینہ منورہ میں آنحضورؐ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اس لئے ان سورتوں میں اصول سیاست بیان کئے گئے ہیں۔

۷۔ ان سورتوں میں معاملات وعبادات اور اخلاقیات کا تفصیلی بیان ہے۔

۸۔ ان سورتوں میں حدود وتعزیرات کے احکامات آئے ہیں۔

قرآن ایک نظر میں:

۱۔	قرآن کی کل مدت نزول	بائیس سال دو ماہ بائیس دن
۲۔	کل پارے تیس	(30)
۳۔	منزلیں	سات (7)
۴۔	سورتیں	ایک سو چودہ (114)
۵۔	رکوع	پانچ سو چالیس (540)
۶۔	کل آیات	چھ ہزار دو سو چھتیس (6236)
۷۔	سجدہ ہائے تلاوت	متفق علیہ 14 مقامات۔ اختلافی ایک مقام
۸۔	کاتب وحی	چالیس صحابہ

تقسیم منازل:

سورۃ الفاتحہ   سورۃ نساء   سورۃ الشعراء

سورۃ یٰسین   سورۃ المائدہ   سورۃ التوبہ

سورت والصّٰفّٰت   سورۃ الناس الحجرات   سورۃ یونس

سورۃ النحل   سورۃ ق   سورۃ الناس

سورۃ بنی اسرائیل   سورۃ الفرقان

کل آیات:

کل آیات چھ ہزار دو سو چھتیس (6236)

کل تعداد کلمات چھیاسی ہزار چار سو تیس (86430)

کل تعداد حروف تین لاکھ تئیس ہزار سات سو ساٹھ (323760)



جی۔ ایچ معروفی

رحمت اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد حسین درویش

حضور اکرم ﷺ دونوں جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے تھے۔ تیئس سال کی قلیل مدت میں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے عرب میں جو مقدس و مطہر اور مبارک و مسعود انقلاب برپا کیا۔ اسے جاننے کے بعد عقلِ سلیم رکھنے والا کوئی انسان آپؐ کو رحمتِ عالم کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آیئے اب ذیل میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ رحمت اللعالمین نے کس کس اور کن کن گوشوں میں اپنی رحمت کے پاکیزہ اور منور نقوش ثبت کئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپؐ نے دُنیا کو توحید کی نعمت عطا فرمائی۔

۱۔ توحید کا عقیدہ دُنیا کی اصل کائنات کا وجود ہے۔ اور انسانیت کی معراج ہے اس کے برعکس شرک سب سے بڑی خرابی ہے۔ انسان کی اور انسانیت کی اس سے بڑھ کر ذلت اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ وہ انسان جو ایک خدا کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اس ذاتِ واحد کو چھوڑ کر جو خالق و مالک ہی نہیں پروردگار اور حاکم مطلق بھی ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کے آگے سر جھکا دے اور یہی نہیں بلکہ انسان اتنا حقیر اور بزدل ہو جائے کہ وہ پہاڑوں، دریاؤں، درختوں، جانوروں، شیطانوں کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے۔ شرک کا لازمی نتیجہ معاشرے میں باہمی آویزش کی صورت میں نکلتا ہے۔ جبکہ عقیدہ توحید انسانوں کو رشتہ وحدت میں پرو کر دوسرے کا ہمدرد و غمگسار بناتا ہے۔ چنانچہ رحمت عالم کے دیئے ہوئے خالص اور حیات بخش عقیدہ توحید کی تعلیم دینے اولادِ آدم میں ایک نئی قوت ایک نیا حوصلہ ایک نئی شجاعت اور ایک نئی وحدت پیدا کردی۔ انسان جھوٹے خداؤں کی غلامی سے آزاد ہو گیا اور اس کو کثرت میں بھی وحدت نظر آنے لگی۔

۲: رحمت اللعالمین کا دوسرا عظیم احسان یہ ہے کہ آپؐ نے انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلائی۔ ذات پات کا فرق مٹایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ”لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔ اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور خدا کے نزدیک تم میں سے معزز اور محترم وہ ہے جو زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔“ (الحجرات ۱۳)

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ عرفات میں اعلان فرمایا۔

”لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے اور تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور جان رکھو آدمؑ مٹی سے بنے تھے۔

اثباتِ اوراد

م ش کوروی

قال اللہ تعالیٰ: فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ (روم ۱۷)

جب تم صبح شام کرو تو اللہ کی تسبیح بیان کیا کرو۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ط قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اَیْ بَعْدَ الْمَكْتُوْبِهِ (ق ۳۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے اول اور آخر شب اور فرض نمازوں کے بعد اپنے رب کی تسبیح پڑھا کرو۔ یعنی (ذکر الٰہی کیا کرو)۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ صبح کرو یا شام اللہ کی تسبیح بیان کیا کرو۔ جس کی تعمیل کرتے ہوئے مسلک صوفیہ نوربخشیہ دعائے صحیحہ (دعواتِ صوفیہ) میں اور اوراد فتحیہ پڑھا کرتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حمیدہ، دعا، تعریفِ خداوندی، اللہ کی پاکی اور بڑائی، اور درود وسلام پیش کرتے ہیں۔

مؤخر الذکر آیت میں طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے آخر شب اور فرض نمازوں کے بعد تسبیح بیان کرنے کا حکم ہوا ہے۔ جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کے حکم کے پیشِ نظر اہل صوفیہ نوربخشیہ طلوع آفتاب سے پہلے اوراد صحیحہ (دعواتِ صوفیہ) پڑھا کرتے ہیں۔ اسی لرح غروب آفتاب سے پہلے اوراد عصریہ پڑھا کرتے ہیں۔ یہ عمل عین احکامات خداوندی ہے۔ جسے کسی بھی طرح قرآن وسنت کے منافی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

ان معمولاتِ صوفیہ کے اثبات کے لئے ایک اور آیت نصبِ نظر ہے۔

وَمِنْ اٰنَاءِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی۔

"اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ گھڑیوں میں رات کی ذکر پڑھا کرو اور ان کی حدوں پر تا کہ اللہ تم سے راضی ہو۔"

اس قرآنی آیت میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے اور رات کے کچھ حصہ نیز دن کی حدوں کے اندر اللہ عزوجل کی حمد وثنا کیا کرو تا کہ تم سے اللہ تعالیٰ خوش ہو اور جس کے عوض تمہیں دُنیا اور آخرت کی خوش نصیبی میسر ہو۔

ہر ورد کی ابتداء نماز سے سلام پھیرنے کے بعد استغفر اللہ العظیم تین مرتبہ دہرانے سے ہوتی ہے۔ جس کی نسبت حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیر لینے کے فوراً بعد تین مرتبہ استغفر پڑھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَقَالَ اللّٰه نْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

یعنی حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صولی اللہ علیہ وآلہ

وسلم جب نماز سے سلام پھیر لیتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے اور کہتے اے اللہ! تو سلام ہے تجھ ہی سے سلامتی ہے۔ اے اللہ! تیری ذات مقدس وبابرکت ہے۔

ہر صوفی نوربخشی کا یہ معمول ہے کہ وہ اذانِ مرغ سے قبل یا اس کے ساتھ بستر خواب چھوڑ کر اٹھتا ہے اور وضو کے بعد نماز تحیۃ الوضو پڑھ لیتا ہے۔ جس کے بعد حسبِ استطاعت نماز ہائے شب پڑھ لیتا ہے۔ خواب سے بیداری پر خواب یعنی عارضی موت سے نئی زندگی ملنے پر اپنی زبان پر یہ کلمہ جاری کرتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ الْبَعْثُ وَالنُّشُوْرُ۔

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں مرنے کے بعد نئی زندگی دی۔ ہمیں اس کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔"

اللھم ھذا خلق جدید فافتحه علی بطاعتك واختمه لی بمغفرتك ورضوانك وارزقنی فیه من حسنة تقبلها منی وزکها لی وما عملت فیه من سیّئة فاغفرها لی فانّك غفور رحیم وَّدودٌ۔

"اے اللہ یہ میری نئی زندگی ہے۔ پس اس کا آغاز میں تیری عبادت سے کرتا ہوں اور اس کا اختتام تو میری مغفرت سے کر۔ اے اللہ! مجھے اس میں نیکی کرنے کی توفیق دے اور اس نیکی کو قبول فرما۔ اس کو پاک و پاکیزہ اور دوگنا کر۔ آج جو گناہ مجھ سے سرزد ہوں۔ ان کو معاف فرما۔ بے شک تو بخشنے والا، رحم والا اور چاہنے والا ہے۔"

حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے اس دعا کو وقتِ صبح پڑھا تو بے شک اس نے اس دن کا شکر ادا کیا۔

وضو کی نماز دو رکعت ادا کرنے کے بعد سو مرتبہ پڑھے

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ الله۔

"اللہ پاک ہے۔ میں اس کی حمد بجالاتا/لاتی ہوں۔ عظمت والا اللہ پاک ہے۔ میں اس کی حمد بجالاتا/لاتی ہوں۔ اور اس سے مغفرت مانگتا/مانگتی ہوں۔"

دعائے صبحیہ:

روایت ہے عبداللہ ابن عباس سے کہ نبی کریم ﷺ مداومت سے دعائے صبحیہ پڑھا کرتے تھے۔ یہ دعا نماز صبح سے قبل پڑھی جاتی ہے جو صوفیوں کا معمول ہے۔

اللھم انّی أسئلك رحمة مِنْ عِندكَ تھدی بھا قلبی وتجمع بھا شملی وتلمّ بھا شعثی وترد بھا الفتی وتصلح بھا دینی وتحفظ بھا غائبی وترفع بھا شھدی وتزکی بھا عملی وتبیض بھا وجھی وتلھمنی بھا رشدی وتعصمنی بھا من کل سوء۔

"اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ جس کے ذریعے تو میرے قلب کو ہدایت دے، میرے منتشر معاملات کو اکٹھا کر دے۔ میرے پراگندہ حالات جمع کر دے۔ میری الفت کو لوٹا دے۔ میرے دین کی اصلاح کر دے۔ میری آخرت محفوظ رکھے۔ دنیا میں نیک نامی کو بلند کر۔ میرے اعمال کا تزکیہ کر۔ میرا چہرہ روشن کر۔ میرے دل میں حق بات کا القا کر اور ہر دکھ اور برائی سے مجھے بچا۔"

اللھم انّی اسئلك ایماناً یُباشِرُ قَلْبِیْ واسئلك یقینا

علماء کے تبلیغی فرائض

عبدالحلیم شبیری

جس طرح نبی آخرالزمان ﷺ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے امام وپیشوا ہیں اسی طرح اُمت محمدیہ کو تمام دُنیا کی امامت سے سرفراز فرمایا گیا ہے ارشاد خداوندی ہے "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔

گویا نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد دعوت وتبلیغ کی عظیم ذمہ داری اس اُمت کو سونپ دی گئی ہے اور یہی ذمہ داری اس اُمت کی برتری کا ایک بڑا سبب بھی ہے۔ دعوت وتبلیغ کوئی معمولی فریضہ نہیں جسے ہر کس وناکس ادا کر سکے اور اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے بلکہ یہ ایک کار عظیم ہے اس کے قواعد وضوابط اور بنیادی اُصول ہیں۔ دعوت اور داعی کے اوصاف کو قرآن نے بہت اہمیت دی ہے۔ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔

ترجمہ: "تو اپنے رب کی طرف دعوت دے حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعد میں آنے والے داعیانِ حق کے لئے دعوت وتبلیغ کے قواعد وضوابط بیان فرما دیے ہیں۔

قرآنِ مجید کی روشنی میں دعوت وتبلیغ کے بنیادی اُصول یہ ہیں۔

۱۔ حکمت کے ساتھ دعوت دی جائے۔ بولنے کے باب میں مقررہ حد سے تجاوز نہ کیا جائے۔ مخاطب کی ذہنی صلاحیت اور درپیش حالات اور مشکلات کو مدنظر رکھ کے پہلے مرض کی تشخیص کی جائے بعدازاں قرآن وسنت اور ارشاد واحوالِ سلفِ صالحین کی روشنی میں فریضۂ تبلیغ ادا کیا جائے۔

۲۔ لوگوں کی اخلاقی ابتری کا مذاق نہ اڑایا جائے تاکہ سامع یہ محسوس نہ کرے کہ ناصح اُسے حقیر سمجھ رہا ہے۔ قواعد کی موشگافیوں میں اُلجھنے کی بجائے عبارت کا اصل مفہوم پہنچانے کی سعی کی جائے۔ بقولِ اقبالؒ:

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ اُمت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب
مگر لذت شوق سے بے نصیب
بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہوا
لغت کے بکھیڑوں میں اُلجھا ہوا

۳۔ انداز بیان میٹھا مگر حقیقت پر مبنی ہو۔ بلاوجہ ڈانٹ اور سختی سے کام نہ لیا جائے۔ لوكنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك سے ملنے والے سبق کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ موعظہ حسنہ وہ ہوتا ہے جس میں الزام تراشیاں، تعصبات اور پھبتیاں نہ ہوں۔ اپنی زبان درازی اور خطیبانہ جوش وخروش کے ڈنکے بجانا مقصود نہ ہو بلکہ شیریں

کلامی ہو۔ اعلیٰ درجے کا شریفانہ اخلاق ہو اور دل کو لگنے لبھانے والے دلائل ہو۔ اصل مقصد اصلاحِ معاشرہ ہو۔

عصرِ حاضر کے مسائل اور علماء کرام کا کردار

دورِ حاضر کے شاہین صفت علماء حضرات دینِ حق کی تعمیر وترقی اور اصلاحِ معاشرہ کے لئے اپنی بے لوث خدمات اور کلیدی کردار ادا کریں۔ سب سے پہلے اپنی ذات کا محاسبہ فرمائیں۔ خامیوں کو ہر ممکن طریقے سے دور کریں۔

علمائے کرام کے لئے لمحۂ فکر ہے کہ معاشرتی برائیوں نے عالمِ انسانیت پر سیاہ چادر تان رکھی ہے۔ کوئی ہے جو اس ظلمت کی تاریکیوں میں چراغ جلائے۔ مادہ پرستی روحانیت پر غالب آ گئی ہے۔ کوئی ہے جو روح کو مادیت سے نجات دلائے۔ یہ وقت ایسا ہے کہ جذبۂ جہاد، اخوت و مساوات، عدل وانصاف، جانثاری ورواداری، جرأت واحسان مندی اور ایفائے عہد سب قصۂ پارینہ ہو چکے ہیں۔ ایسے میں قرآن ودینِ حق کے تحفظ کے لئے علم وعمل کا ہتھیار استعمال کریں۔ اپنے معاشرے میں اصلاحی اور فکری تحریک چلانے کا اہتمام کریں۔ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کریں جو معاشرے سے ظلم وفحاشی اور عریانی کو جڑ سے اکھاڑنے کی جتن کر رہے ہیں۔ ایسے مشکل حالات میں اُن ہستیوں سے دُعاؤں کی بھیک مانگنے کی ضرورت ہے جو غمِ اُمت میں افسردہ دل ہیں۔ یہ ایسی ہستیاں ہیں جن کے بہتے آنسو اصلاحِ معاشرہ میں اثر انگیزی رکھتے ہیں۔ بے شک یہ دُنیا انہی نفوسِ پاکبازاں کے دم قدم سے قائم ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا۔ لولا الابرار لهلك الفجار۔ "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے۔" کے حامل لوگ اپنی دُعاؤں، التجاؤں میں اُمت کی حالتِ زار پر نوحہ کناں ہیں۔ ایسے کٹھن حالات کی خواجہ الطاف حسین حالی نے کیا خوب منظر کشی کی تھی۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
اُمت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے
وہ دین ہوئی بزمِ جہان جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
خود تفرقہ اس دین میں اب آن پڑا ہے
عالم ہے سو بے عقل ہے، جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے، مفلس سو گدا ہے
چھوٹوں میں اطاعت ہے، نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے، نہ یاروں میں وفا ہے
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے
ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

☆☆☆

تعارف وتبصرۂ کتب

استدراک تلویحات

مولانا غلام حسن حسو

مولانا شکور علی انور صاحب کے قلم سے تلویحات کا ترجمہ قارئین "نوائے صوفیہ" ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس کی اولین اشاعت پر ہدیہ تبریک وصول فرمائیں۔

کتب خانہ تہران کا یہ نسخہ انتہائی ناقص ہے اس کا ایک قلمی نسخہ آغا سید علی کے پاس محفوظ ہے۔ جو اب میرے زیر مطالعہ ہے۔ زیر نظر اس نسخے کا ابتدائیہ مکمل ہے لیکن افسوس اس کا آخری حصہ موجود نہیں ہے۔ اسی طرح درمیان سے بھی اس کے کئی صفحات غائب ہیں۔ اس نسخے کے شروع میں ایک طویل تمہید ہے جس میں حمد وصلوٰۃ کے علاوہ اس کتاب کی وجہ تالیف اور تبویب کا تفصیلاً ذکر ہے۔

یہ نسخہ 4 ابواب پر مشتمل ہے باب اول معرفت نبوت و ولایت، باب دوم علامات خاتم ولایت، باب سوم دلائل اہل نجوم وحکمت، باب چہارم رفع شبہات ارباب شک وجہالت۔

نسخۂ تہران باب اول کے کچھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ آغا سید علی کے نسخے کا باب اول نسخۂ تہران سے دوگنا ہے پھر بھی اس کا آخری حصہ موجود نہیں ہے۔ اسی طرح یہ باب بھی مکمل نہیں ہے۔

زیر بحث نسخے میں باب دوم غالباً مکمل موجود ہے۔ اس کا آغاز رسول اللہ کی پیش گوئی سے ہوتا ہے مختلف بزرگوں نے مہدی موعود سے متعلق پیش گوئیوں اور ارشادات کو مختصراً نقل کیا ہے اور یہ سلسلہ میر سید محمد نوربخش کے ایک ہمسفر مولانا فضل اللہ کی پیش گوئی پر ختم ہوتا ہے۔ باب سوم حضرت دانیال پیغمبر کی پیش گوئی سے شروع ہوتا ہے اس سے آگے کے صفحات موجود نہیں ہیں۔ اس باب کے آخری حصے میں شیخ نصیر الدین طوسی کی پیش گوئی ہے غالباً یہی حصہ اس باب کا آخری حصہ ہے۔ گویا کہ اس باب کا صرف ابتدائی اور آخری حصہ ہے اور درمیانی حصہ موجود نہیں ہے۔

اب آیئے ہم کتاب کے مضامین پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

باب اول نبوت وولایت سے متعلق ہے کیونکہ اس باب سے متعلق مولانا انور صاحب نے نوائے صوفیہ شمارہ 79 میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور قارئین تین اقساط میں اسے پڑھ سکتے ہیں۔ لہذا اس سے متعلق کچھ کہنا تحصیل لاحاصل ہے۔ قارئین خود اسے ایک بار پھر پڑھ کر تسلی کریں۔ باب دوم خاتم ولایت یعنی امام مہدی علیہ اسلام سے متعلق ہے مختلف مذاہب میں آخری زمانے میں ایک نجات دہندہ کی آمد کا تصور بالاتفاق پایا جاتا ہے۔ جسے یہودی ایلیا مجوسی شاہ بہرام عیسائی مسیح ناصری اور مسلمان امام مہدی کا نام دیتے ہیں۔ اسی باب میں رسول اکرمؐ، حضرت علیؑ، ابن عباس سعد الدین حموی (مرید نجم الدین کبریٰ) ابن عربی، شاہ ہمدان کے علاوہ الدولہ سمنانی، شیخ محمد اذکائی، شیخ محمد فضل اللہ کے ارشادات اور ان کی تشریح ہے مصنف کے نزدیک حدیث رسولؐ کے مطابق امام مہدی کا نام محمد، والد کا نام عبداللہ اور کنیت ابوالقاسم ہوگی۔ اس باب میں امام مہدی کی شکل وشمائل، لباس وغیرہ کا ذکر ہے۔

باب سوم میں اہل نجوم وحکمت کی پیشگوئیوں کا ذکر ہے جو حضرت دانیالؑ سے شروع ہو کر نصیر الدین طوسی وزیر ہلاکو خان کی پیشگوئیوں پر ختم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں درمیانی اوراق سرے سے موجود ہی نہیں ہیں اسی طرح آخری باب موجود نہیں اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہاں کن کن کے بیانات نقل ہوئے ہیں۔

مجموعی طور پر کتاب نہایت مدلل، طرز بیان زوردار، سلیس اور رواں اور روحانیت ومعانی سے لبریز ہے مگر افسوس ابھی تک یہ کتاب مکمل کہیں محفوظ نہیں مل سکی نہ ہی یہ کبھی چھپ سکی ہے۔

☆☆☆

رسالہ ”فوائد“ کا ترجمہ

مولانا شکور علی گلگت

قال اللہ تعالیٰ ان شر الدواب عنداللہ الصبم البکم الذی لا تعقلون، (بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بدترین جانور وہ گونگے بہرے ہیں جو عقل نہیں رکھتے) وقال علی ابن ابطالب علیہ السلام الناس نیام اذا ماتوا فانتبھوا اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (لوگ سو رہے ہوتے ہیں جب ان پر موت طاری ہوتی ہے تو وہ بیدار ہو جاتے ہیں)

معلوم ہونا چاہیے کہ بہت سے لوگ شکل و صورت اور حواس خمسہ کے اعتبار سے ظاہرا عام انسانوں کی طرح آدمی ہوتے ہیں اور دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاگ رہے ہیں۔ حالانکہ معنوی طور پر گونگے بہرے اور ان کی غفلت کے باعث ان کا مرتبہ حیوانات اور جانوروں سے بھی نیچے گرا ہوا ہوتا ہے۔

اے عزیز! جان لو ظلم، سرکشی، فسق، عصیان، دیدہ دلیری اور ناپاکی کی خاصیت یہ ہے کہ انسان کا دل گونگا، بہرا، اندھا، غفلت اور فسادات کی وجہ سے حالت موت سے دوچار ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جب تک بندہ خواہشات اور نفس امارہ کی لگام سے بندھا ہوا ہے۔ شہوت کے میدان میں لذت، معاصی اور گناہوں سے مکمل طور پر اسلام پر اعتماد نہیں کرتا۔ یقین جانئے کہ کھانے پینے اور گرمی سردی میں مسلمان، یہود اور نصاریٰ وغیرہ سب برابر ہیں۔ اور طاقت و معصیت میں بھی یہ سب گروہ خاصیت میں ایک جیسے ہیں اور وہی حکم رکھتے ہیں چنانچہ زہر کھانے سے کافر فرد ہلاک ہو جاتا ہے تو کوئی مسلمان زہر خوری کرے تو وہ بھی مر سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ حرف اسلام کے نام پر قناعت نہ کر بیٹھے اور اسی بات پر مغرور بھی نہ ہو۔ باطنی عمارت (کی تعمیر) اور دل کی احیا کے لئے مکمل جدوجہد جاری رکھے تاکہ شقاوت، غفلت، جہالت اور ضلالت کے مکر و فریب سے آزادی ملے۔ بلکہ اہل زندگی کی سعادت سے لطف اندوز ہو جائیں۔ جس طرح سالکان راہ حق کو یہ خصوصی طور پر حاصل ہے۔ اور یہ مقام اس وقت حاصل ہو جاتا ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ شہنشاہ حقیقی کے کلام میں اتنا غور و فکر کرے کہ معاینہ (کی کیفیت) حاصل ہو جائے۔ جو کچھ زعم و گمان گزری ہوئی امتوں کے کافروں کا عقیدہ تھا وہی ظن و گمان اس زمانے کے لوگوں کا بھی ہو تو ایسے میں نا ہنجار زمانہ کے جاہل کافروں نے بھی انبیاء علیہ السلام کے حق میں یوں کہا تھا کہ

یا کلون الضعام ویمشی فی السواق (وہ کھاتے پیتے ہیں اور بازاروں میں جاتے ہیں)

یوں ہر زمانے کے فجار اور اشرار اولیاء کے منکر ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ فلاں شخص تو ایک بازاری آدمی ہے بڑے ناز کے ساتھ اس کے متعلق تردد پیدا کرتے ہیں کہ یہ اہل تقویٰ سے کیسے ہو سکتا ہے؟ چنانچہ جاہلی دور کے نابکار لوگوں نے آنحضورؐ سے خزانوں کا مطالبہ کیا چنانچہ کلام الٰہی سے نص ثابت ہے کہ

فلعلك باخع تارك بعض ما یوحی الیك وضائق به صدوك ان یقولوا لولا انزل علیه كنزاوج اع معه ملك انما انت نزیر، والله علی كل شی قدیر،

(پس وہ آپ پر ایمان لائیں بعض وحی شدہ چیزوں کو چھوڑ دیں۔ تو اس پر شاید آپ کا دل تنگ ہو اس بات پر کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اترا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا اے حبیب تم فقط ڈرانے والے ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

☆☆☆

مولانا محسن علی ساقی سے انٹرویو

تحریر: غلام حسن حسو



مولانا محسن علی ساقی

مولانا محسن علی صاحب بہت بڑے عالم دین شمالی علاقہ جات معروف خطیب ومقرر اور سماجی کارکن ہیں ہر موضوع پر مدلل تقریر کرتے ہیں۔ آج کل آپ آغا خان ایجوکیشن سروس گلگت آفس میں سربراہ کی حیثیت سے فروغ تعلیم میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ذیل میں ان کا انٹرویو قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔

نوائے صوفیہ: کیا آپ اپنا خاندانی پس منظر بتانا پسند کرینگے؟

محسن ساقی: میں بنیادی طور پر اخوند خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ کئی پشتوں سے ہمارے آباؤ اجداد امامت وخطابت اور دیگر دینی ذمہ داریوں کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ اس وقت میرے والد اخوند محمد دین غازی تھنگ کے امام و میرا واعظ ہیں۔ میرے چچا قاری محمد ابراہیم سرموں گوں کے امام ہیں میرے بھائی حافظ ذاکر علی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ بونجی کینٹ میں امامت وخطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ میں خود سرموں ترکری مسجد میں امامت کرتا ہوں اور اکثر جامع مساجد اور خانقاہوں میں خطبات دے چکا ہوں۔ یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہم صرف امام وخطیب کی حیثیت سے ہی کام نہیں کرتے بلکہ معاشرتی اصلاح، خدمت خلق، تعلیم وتربیت اور بہت سے فلاحی کاموں کی انجام دہی بھی کرتے ہیں۔ پیدا ہونے والے مختلف تنازعات کو مقامی سطح پر صلح وصفائی سے نمٹاتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے علاقے کے لوگ طویل قانونی چکروں اور باہمی کشیدگیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

نوائے صوفیہ: آپ کا تعلیمی پس منظر کیا ہے؟

محسن ساقی: میں نے بچپن ہی سے دینی اور دنیوی تعلیم ساتھ ساتھ حاصل کرنے کا تہیہ کیا تھا۔ الحمدللہ میں اعلیٰ تعلیم تک اس عزم پر قائم رہا۔ اعلیٰ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی سے پوسٹ گریجویشن کیا میں نے پرائمری تعلیم سرموں سے، ابتدائی دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی مڈل تک ہائی سکول خپلو میں پڑھتے رہے۔ انہی دنوں مولانا غلام حسن حسو ہمارے عربی کے استاد تھے ان کے مشورے پر اعلیٰ تعلیم کے لئے کراچی چلا گیا۔ جہاں میرے چچا قاری ابراہیم صاحب رہتے تھے ان کی رہنمائی میں دارالعلوم امجدیہ میں داخلہ لیا میں نے

درس نظامی، دورہ تفسیر وحدیث اور الشہادۃ العالیہ کے امتحانات پہلی پوزیشن کے ساتھ پاس کئے۔ ساتھ ہی کراچی یونیورسٹی سے پوسٹ گریجویشن کی۔ اور منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور سے بھی منسلک رہا۔

نوائے صوفیہ: دوران تعلیم کوئی ناقابل فراموش واقعہ؟

محسن ساقی: یوں تو بے شمار واقعات پیش آئے ہیں لیکن میں اپنے آبائی گاؤں سرموں سے باہر اولین سفر کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا یہ غالباً 1979 کی بات ہے سرموں میں پانچویں جماعت کے بعد مزید تعلیم کا کوئی بندوبست نہ تھا چنانچہ فیصلہ ہوا کہ خپلو ہائی سکول میں داخلہ لیا جائے اس سال صرف میں اکیلا داخلہ لینے والا تھا۔ چنانچہ والد صاحب کے ساتھ سرموں سے خپلو کا سفر کیا اس وقت روڈ نہیں بنی تھی، چنانچہ سنگلاخ پگڈنڈیوں سے گزرتے ہوئے ہم نے کالدق پار کیا یہ راستہ تقریباً چار گھنٹوں میں طے کیا آج شاہراہ شاہ ہمدانؒ بننے کے بعد یہ فاصلہ بیس منٹ میں طے ہوتا ہے۔ اس مشکل سفر کو یاد کرکے میں بارگاہ ایزدی میں بار بار سجدہ ریز ہوتا ہوں۔

دوسرا ناقابل فراموش واقعہ پاکستان کی سب سے اعلیٰ دینی ڈگری
الشہادۃ العالمیۃ فی علوم العربیہ والا سلامیۃ کے امتحان میں پہلی پوزیشن آنا
ہے۔ 1989 میں تنظیم المدارس پاکستان کے تحت میں نے یہ امتحان دیا اور
پورے ملک میں اول آیا ہمارے اساتذہ خوش ہوئے اخبارات میں میرے فوٹو
کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی۔ اس سے مجھے بہت حوصلہ ملا۔

نوائے صوفیہ: آپ کی پسندیدہ شخصیت؟

محسن ساقی: میں دوران تعلیم ہی علامہ طاہر القادری سے متاثر ہوا بالخصوص ان
کے فن خطابت، فرقہ واریت کے خلاف خیالات اور مسلمان نوجوانوں میں
تعلیمی روحانی انقلاب برپا کرنے کے عزائم سے بہت متاثر ہوں۔

نوائے صوفیہ: کیا آپ کسی نوربخشی فرد سے بھی متاثر ہیں؟

محسن ساقی: جی ہاں! میں معروف نوربخشی عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب سے
بہت متاثر ہوں جن کے فکری وتحریری کردار نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے تشخص
کو اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے دعوات الصوفیہ، کتاب الاعتقادیہ اور الفقہ الاحوط
جیسی کتابوں کے تراجم سے نوربخشیوں کو مستفید کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کی
دینی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ علاوہ ازیں میں مولانا غلام حسن صاحب سے جو
میرے استاد بھی ہیں، متاثر ہوں۔ انہوں نے نوربخشیات کے بعض گوشوں کو عام
ذہنوں تک پہنچایا۔ اسلاف کی کتابوا ، سلسلۃ الذہب کے بزرگوں کا تعارف
کرایا اور اس پس ماندہ خطے میں نامساعد حالات کے باوجود نشرواشاعت کی۔
میں ان کے عزم وحوصلے سے میں بہت متاثر ہوں۔

اسی طرح ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی تحقیقی کاوشوں، نوائے صوفیہ کے
ذریعے مسلک نوربخشیہ کی تشہیر سے بہت متاثر ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کی کتاب نور
بخشیات پر ایک ریفرنس کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں اپنے غیر نوربخشی احباب کو
بطور گفٹ دیتا ہوں۔

مذکورہ اصحاب کے علاوہ میں مولانا غلام حسین نورانی، مولانا مراد علی
ہری، مولانا محمد ابراہیم فیضی، مولانا اشتیاق کوردی سے متاثر ہوں۔
ان کے علاوہ میں درج ذیل زعمائے نوربخشیہ سے متاثر ہوں۔

۱۔ مفتی محمد عبداللہ صاحب

۲۔ مولانا مفتی علی محمد ہادی صاحب

بو فقیر محمد ابراہیم صاحب کے اعتکاف وسلوک کی طرف نوربخشی
نوجوانوں کو ترغیب دینے کے عمل نے بھی بہت متاثر کیا ہے۔ جبکہ صوفی غلام محمد
مدبر اور مشیر کی حیثیت سے مقام رکھتے ہے۔ ان کے فکری رجحانات خالصتاً نور
بخشی فلاح بہبود کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ اور امر بالمعروف نہی عن المنکر ان کا
ماٹو ہے۔

مفتی علی محمد ہادی صاحب سے فقہ الاحوط اور اصول اعتقادیہ پڑھنے
کا موقع ملا۔ دارالعلوم امجدیہ میں فقہ اور اصول اعتقادیہ کا درس دارالاقامہ میں
تمام بچوں کے سونے کے بعد رات گئے شروع ہوتا تھا۔ مولانا محمد علی، مولانا
عبدالرحیم کرمی اور مولانا عبدالحمید صاحب ہمارے حلقہ احباب تھے۔

نوائے صوفیہ: اس وقت آپ کے مشاغل کیا ہیں؟

محسن ساقی: اس وقت میں پیشہ وارانہ اعتبار سے فروغ تعلیم کے ایک نہایت اہم
ادارے آغا خان ایجوکیشن سروس گانچھے کے ہیڈ کی حیثیت سے وابستہ ہوں اور
اس ادارے کی وساطت سے علاقے میں بالخصوص تعلیم نسواں کے لئے دن
رات مصروف عمل ہوں۔ ہم نے اس میدان میں بہت سی کامیابیاں حاصل کی
ہیں۔ ہم ایسے علاقوں میں تعلیم کے لئے کام کرتے ہیں جو حکومتی سطح پر نظر انداز
کئے جاتے ہیں۔ جہاں معیاری تعلیم کا نظام نہیں ہے۔ اس ضمن میں ہم علاقے
کے ماحول اور لوگوں کے رجحانات وضروریات کو مدنظر رکھ کر مختلف اقدامات
کرتے ہیں اس وقت ضلع گانچھے میں ہمارے 15 ادارے ہیں جن میں 800
بچے اور بچیاں پڑھ رہی ہیں اور 40 افراد کو روزگار فراہم کرتے ہیں۔ ان کے
علاوہ ہم مختلف غیر سرکاری تعلیمی اداروں کو فروغ معیار تعلیم میں مدد دیتے ہیں۔
اس فرض منصبی کی ادائیگی کے علاوہ میں اپنے علاقے کی فلاح وبہبود کے کاموں
میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہوں۔ کیونکہ ہمارا علاقہ قیام پاکستان کے وقت سے ہی
دریا برد ہو رہا ہے ہزاروں ایکڑ زرعی اراضی دریا برد ہو چکی ہے میں نے علاقے
کے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے سدباب کے لئے زبردست کوششیں کی ہیں
اور الحمدللہ حفاظتی بند کی تعمیر اور دوسرے اقدامات کے بہتر نتائج نکل رہے ہیں۔

نوائے صوفیہ: مستقبل میں آپ کے کیا ارادے ہیں؟

محسن ساقی: میں نے فروغ تعلیم کو زندگی بھر کا ہدف بنا لیا ہے۔ انشاءاللہ اس
میدان میں حتی الوسع بھرپور کام کروں گا اس پس ماندہ علاقے کو جس طریقے
سے بھی علم وعرفان سے آراستہ کرنے کا موقع ملا دریغ نہ کروں گا فروغ تعلیم کے
لئے میرے ذہن میں بہت سے منصوبے ہیں جن میں ایک ماڈل مدرسہ، ہر اہم

مواصفات میں ماڈل پبلک سکولز کا پروگرام شامل ہے جن میں جدید اور عصری علوم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی بندوبست ہوگا اور مختلف فنون کی تربیت کا انتظام ہوگا اس سلسلے میں اپنے احباب سے مل کر پلاننگ کر رہا ہوں۔

دوسرا پروگرام مسلک نوربخشیہ کی تبلیغ وترویج ہے اعتدال پسندی اور امن کے میدانوں میں مسلک نوربخشیہ کا کوئی جواب نہیں خوف ودہشت

اور مادیت کے عفریت سے ہراساں جدید نسل کو مسلک نوربخشیہ ہی مطمئن و سرخرو کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مختلف حوالوں سے سوچ بچار میں مصروف ہوں انشاءاللہ ہم مستقبل میں اندرون وبیرون ملک مسلک کی تبلیغ وترویج کے ایک بہت بڑے منصوبے پر عمل پیرا ہوں گے۔ نیز اپنی تعلیم کا سلسلہ ایک بار پھر شروع کرنے کا ارادہ ہے اللہ نے توفیق بخشی تو پی ایچ ڈی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ کئی بار تحریری طور پر ملت وقوم کی خدمت کا ارادہ کیا مگر ایسا اب تک نہیں کر سکا تاہم اردو زبان میں کسی بھی تحریر کے لئے کسی قسم کی مشکل محسوس نہیں کرتا ہوں۔

نوائے صوفیہ: موجودہ نوربخشی صورت حال کے متعلق آپ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

محسن ساقی: اس وقت مسلک نوربخشیہ بظاہر بحران کا شکار نظر آتا ہے یہ بحران دراصل ان عناصر کا پیدا کردہ ہے جو "تقسیم کرو حکومت کرو" کے فلسفے پر عمل پیرا ہے جس کا ثبوت زعمائے کلت کی جانب سے اتفاق واتحاد کی کوششوں کے نتیجے میں ہونے والے معاہدے ہیں۔ جو فریق ان معاہدوں کو سبوتاژ کرتا ہے۔ مسلک کو انتشار وافتراق سے دوچار کرتا ہے غیر نوربخشی بلکہ غیر اسلامی نظریات کو مسلک نوربخشیہ سے منسوب کر کے اسے داغدار بناتا ہے یہ قیادت ان کی سرپرستی اور پشتیبانی کرتی ہے۔

اس وقت اگرچہ ہم انتشار و افتراق کا شکار ضرور ہیں لیکن ساتھ ہی دینی وابستگی احساس اور شعور میں ہم پختگی حاصل کر رہے ہیں۔ اگرچہ مرکزیت کے لحاظ سے ہم جمود کا شکار ہیں لیکن انفرادی اور علاقائی لحاظ سے فعال ومتحرک ہیں جسے آپ جزو وکل کہہ سکتے ہیں جزو تو تسلی بخش کام کر رہا ہے کل کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہے۔

نوائے صوفیہ: کیا اس بحران سے نکل آنے سے متعلق آپ پُر امید ہیں؟

محسن ساقی: ہاں میں صورت حال سے قطعاً ناامید نہیں ہوں اس ضمن میں سب سے بڑی حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ اہل نوربخشیہ بالخصوص نوجوانوں میں دینی شعور بہت پختہ ہو چکا ہے اور ساتھ ہی وہ سوچتے، غور کرتے اور نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ دوسری اہم ترین بات یہ ہے کہ نوربخشیوں کو یہ بھی علم ہو چکا ہے کہ کون اتحاد واتفاق کا حامی ہے، کون انتشار وافتراق کا باعث بن رہے ہیں؟ کون کتاب وسنت، ائمہ اطہار اور بزرگان نوربخشیہ کی پیروی کرنے والے ہیں؟ کون ان کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں؟ کون قرآن کریم سے عوام کو بدظن کرا رہے ہیں اور کون اصلی قرآن امام مہدی لے کر آنے کا دعویٰ کر رہا ہے اور کون توہین اسلام اور فرقہ وارانہ فساد پھیلانے کی پالیسی پر گامزن ہیں؟ اب یہ گروہ ہزار لبادوں میں چھپ جائے تب بھی اس کا پردہ چاک ہو چکا ہے۔ دشمن کی پہچان کے بعد اس کے شر سے محفوظ رہنا آسان ہو جاتا ہے۔ انشاءاللہ اب ہم جلد موجودہ بحرانی کیفیت سے نکل آئیں گے۔

نوائے صوفیہ: اس بحران سے نکل آنے کے لئے آپ کے پاس کیا حل ہیں؟

محسن ساقی: میرے خیال میں یہ بحران قطعی طور پر مصنوعی ہے تاہم اس سے نکلنے کے لئے میرے خیال میں اقدامات ذیل کی ضرورت ہے۔

ہر نوربخشی فرد بالخصوص علماء وزعماء اور سادات کو اللہ ورسول کا خوف کرنا چاہیے ضد، ہٹ دھرمی اور ذاتی گروہی اور نسلی مفادات چھوڑ کر مسلک کے تحفظ، بقا اور ترویج وترقی کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔

ہمارے نظم اجتماعی اور مرکزیت کے لئے شخصیات کی بجائے اداروں کو مضبوط بنانا ہوگا۔ شخصیت پرستی کی لعنت سے بچنا ہوگا۔ اور ادارہ جاتی استحکام کی طرف بڑھنا ہوگا۔

صرف اور صرف اپنے ہی اسلاف کی تعلیمات کو حرز جان بنانا ہوگا ہرایرے غیرے کی تحریروں سے اجتناب کرنا ہوگا۔

نوائے صوفیہ: آپ کن نوربخشی تنظیموں سے وابستہ رہے؟

محسن ساقی: دوران تعلیم میں ندوۃ اسلامیہ نوربخشیہ کا رکن رہا بعد میں اس تنظیم کی کراچی شاخ کا جنرل سیکرٹری رہا اس تنظیم کے تحت مجھے مولانا علی محمد ہادی، مولانا نورانی، مولانا مراد نوری، مولانا فیضی، جی ایچ معروفی، مولانا کرخی وغیرہ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ اس تنظیم نے ہی مجھے روایتی نوربخشی کے بجائے

نظریاتی نوربخشی بنایا ہے۔اس پر مجھے فخر ہے اسی تجربے نے مجھے تنظیم سازی اور تنظیمیں منظم کرنے میں بہت فائدہ دیا ہے۔

اس کے علاوہ میں این وائی ایف (NYF) کا بھی فعال رکن رہا ہوں علاوہ ازیں دینی مدارس میں زیر تعلیم بلتی طلباء کی تنظیم ''انجمن طلبہ بلتستان'' کا بھی فعال رکن رہا ہوں ۔اور اس میں سیکرٹری جنرل کے عہدہ پر کام کیا۔اس وقت میں کئی فلاحی تنظیموں سے وابستہ ہوں جن کے تحت مختلف معاشرتی فلاحی منصوبے عمل کئے جارہے ہیں۔

مولانا محسن علی

نوائے صوفیہ: آپ قارئین نوائے صوفیہ بالخصوص نئی نسل کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

محسن ساقی: میں نوجوان نسل کو ملت نوربخشیہ کے مستقبل کا معمار سمجھتا ہوں اور انہیں علمی وعملی میدانوں میں اعلیٰ اخلاق وکردار کا حامل اور علم ویقین سے آراستہ دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔خوش قسمتی سے الحاج مقرر محمد ابراہیم نے اعتکاف وچلہ نشینی اور سلوک کے ذریعے جو نئی روح پھونکی ہے علامہ محمد بشیر صاحب کے تراجم اور مولانا غلام حسن اور ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی تصانیف نے انہیں زبردست دینی شعور عطا کیا ہے۔تمام نوجوانوں کو ان تصنیف وتالیف کے ذریعے بزرگان کی تعلیمات کا بھرپور مطالعہ کرنا چاہیے ہر محلہ اور گاؤں کی سطح پر مدارس اور تنظیمات قائم کرتے ہوئے موثر ادارہ جاتی نظام قائم کرنا چاہیے۔ اپنے تشخص کو بھی نہ چھپانا چاہیے اوراد ووظائف،معمولات اور صوفیانہ اعمال و اشغال کو دنیا والوں پر واضح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دور جدید کے تقاضوں کا ادراک کرتے ہوئے سائنس وٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کرنا چاہیے،تعلیم کو عام کرنے میں مجاہدانہ کردار ادا کرنا چاہیے۔موجودہ عالمی اور ملکی حالات میں پریشان ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
اس دور میں جینا لازم ہے جس دور میں جینا مشکل ہو

اور ساتھ ہی نوجوانوں سے یہ بھی عرض ہے۔

خرد سے غلامی کو آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر

☆☆☆

اعلان تردید

ہم پیروکاران صوفیہ نوربخشیہ گونماسلترو اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ موجودہ قرآن مجید ہر لحاظ سے مکمل اور شکوک و شبہات سے بالاتر ہے۔اس پاک کتاب کی کسی پہلو پر بھی شکوک و شبہات رکھنے یا اصلی قران امام مہدیؑ لے کرآنے کے باطل نظریہ کی مذمت کرتے ہیں۔ سیرۃ معصومین نامی کتاب میں جو غلط مندرجات شامل ہیں،نوربخشیوں کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔''حقائق سے پردہ اٹھتا ہے'' نامی پمفلٹ میں ہمارے ناموں کو فریب کاری سے شامل کیا گیا ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسے غلط نظریات کے حامی ہیں۔

(1) اخوند محمد ولد اخوند عباس، گونماسلترو

(2) حاجی اخوند عباس ولد خالو، گونماسلترو

☆☆☆

☆☆☆

معاشی بہتری کا ایک قابلِ عمل حل

غلام حسن حسنو، ایم۔اے

ہم نوربخشی دنیوی وسائل کے لحاظ سے ایک غریب قوم ہیں لیکن غربت وافلاس اور ناداری کے باجود سالانہ کروڑوں روپے نقد وجنس صدقہ خیرات میں صرف کرتے ہیں۔ ان صدقہ وخیرات میں سے اکثر صدقہ خیرات کم، اور سماجی رسم ورواج کی تکمیل زیادہ ہے۔ بعض صدقہ خیرات اب بالکل فضول رسم ہو کر رہ گئی ہے۔ اس ضمن میں ہمارے مساجد خانقاہوں اور مقابر پر روزانہ جلائے جانے والا خالص گری کا تیل ہے۔ بجلی کی روشنی وافر مقدار میں موجود ہوتے ہوئے اس اسراف کا کوئی فائدہ ہے نہ جواز لیکن ہماری خواتین اپنے شوق کی تسکین کے لئے یہ شغل چھوڑنے کو تیار نہیں۔ سالانہ نوربخشی خانقاہوں، مساجد اور مقابر پر اندازاً پانچ بیرل قیمتی تیل جلایا جاتا ہے۔ جو لاکھوں روپے مالیت کی چیز ہے صرف جامع مسجد پر جہاں دن کے وقت بھی یہ تیل جلایا جاتا ہے سالانہ ایک بیرل خرچ ہوتا ہے۔

ہمارے دیئے جانے والے صدقہ خیرات کی رقم سے ہی ہماری مساجد، خانقاہیں اور مدرسے قائم ہیں اس وقت ہر علاقے اور گاؤں میں دینی تنظیمیں موجود ہیں۔ ان تنظیموں میں سے بعض باقاعدہ رجسٹرڈ ہیں اور ہر سال زکوۃ وفطرہ اور عطیات کی مد میں لاکھوں روپے جمع کرتی ہیں اور یہ رقم بنکوں میں موجود ہے اس وقت ایک اندازے کے مطابق خپلو سکردو، لاہور، اسلام آباد اور کراچی کے بنکوں میں تقریباً پچپن لاکھ روپے جمع ہیں۔

جماعتی بنیاد پر ہمارے بہت سے کام رکے ہوئے ہیں بعض ضروری نوعیت کے کام ہیں جنہیں سرانجام دینے کی فوری ضرورت ہے لیکن ان پر مذکورہ بالا رقم خرچ کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے خپلو میں بازار میں انجمن کی دکانیں ہیں۔ یہ دکانیں خپلو مرکز میں اور تجارتی نقطہ نظر سے نہایت اہم جگہ پر واقع ہیں گزشتہ آٹھ، نو سال سے ان کا کرایہ وصول نہیں کیا جا رہا ہے جبکہ انہی دکانوں سے متصل دکانوں کا کرایہ سالانہ -/14400 روپے ہے۔ ان دکانوں کو جدید تجارتی کمپلیکس میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور انجمن کی آمدنی بڑھائی جا سکتی ہے مگر اس منصوبہ کے لئے نیشنل بنک خپلو میں محفوظ رقم دستیاب نہیں ہے یہی حال دوسرے مقامات کا اور اہم کاموں کا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آخر اس بڑی رقم سے قوم کو حاصل کیا ہے؟ ہمیں یہ حقیقت نہ بھولنی چاہیے کہ اس وقت بنکوں کے سیونگ اکاؤنٹ میں موجود رقم پر زیادہ سے زیادہ تین فیصد سالانہ منافع سود ملتا ہے۔ جبکہ ہمارے کاروباری طبقہ بنکوں سے 14 فیصد سے 21 فیصد تک سود پر قرضے لے رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اپنے سرمائے کو بنکوں کے سپرد کر کے خود تو منافع سے محروم رہتے ہیں بلکہ اپنے کاروباری طبقے کو 12 سے 18 فیصد سود کا نقصان پہنچاتے ہیں یہ کس قدر گھاٹے کا سودا ہے؟

اب ادھر آیئے ہمارے پڑھے لکھے نوجوانوں کی اکثریت بے روزگار ہے دفتروں میں انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ سرکاری ملازمت کے لئے جس اثر ورسوخ اور بھاری رشوت کی ضرورت ہے وہ ان کے حوصلے پست کرنے کے لئے کافی ہے اسی طرح یہ نوجوان دھکے کھا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ میرے خیال میں ہم اپنی تنظیموں کی رقموں کو بنکوں میں رکھنے کی بجائے علاقے کے باہمت نوجوانوں کو قرض حسنہ یا 15 سے 20 فیصد منافع یا شراکتی نقصان کی بنیاد پر دینا چاہیے ہمارے اپنے علاقے کواس چھوربٹ کے لوگ یہ نظام بہت کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ اہالیان کواس اپنی رقم ضرورت مندوں کو دیتے ہیں اور یہ ضرورت مند دکان کھول کر اسی سے کاروبار کرتے ہیں باقاعدہ سرمایہ والے کو منافع دیتے ہیں اور اپنا کاروبار بڑھاتے ہیں اس وقت خپلو ہیڈ کوارٹر میں 19 اور سکردو میں تقریباً 70 دکاندار ان بہترین طریقے سے یہ کاروبار چلا

رہے ہیں اور دونوں بہت فائدے میں رہتے ہیں۔

اور ہم نے علاقائی تنظیموں کے پاس موجود رقم کے جس مصرف کا ذکر کیا ہے قرآن کریم اور فقہ احوط کی روشنی میں یہ حلال کمائی کا بہترین قابل عمل طریقہ ہے نیز یہ پوری قوم کی اقتصادی حالت بہتر سے بہتر بنانے کا آسان اور محفوظ طریقہ بھی ہے۔ اہالیان کے اس تجربے کے بعد اسے مجرب نسخے کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے مرکزی اور علاقائی قائدین اس مسئلے پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔ اس میں بھلا ہی بھلا ہے اور فائدہ ہی فائدہ ہے نقصان کوئی نہیں ہے۔

ہمیں یہ حقیقت نہیں بھولنی چاہیے کہ اس وقت دُنیا میں صرف اور صرف معاشی طاقت کا بول بالا ہے معاشی طاقت کے بغیر باقی چیزوں کی کوئی اہمیت یا استحکام نہیں ہے۔ تعلیم، صحت، معیشت، سیاست حتیٰ کہ مذہبیات تک کی بنیاد معاشی طاقت پر استوار ہے۔ وہی مذاہب اپنی بقا و ترقی کو باقی رکھ سکتے ہیں جن کی پشت پر روپے پیسے کی ریل پیل ہو قدرت نے بھی طاغوت کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ جس طرح چاہے جہاں چاہے جب چاہے اپنے سے کم قوتوں کو کچل ڈالے۔ اس لئے اگر ہم اپنی دینی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی امنگ اور دین و مذہب سے لگاؤ رکھتے ہیں تو ہمارے لئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ اکٹھا کرنا اور اسے استعمال میں لانا ناگزیر ہے۔ رسول اکرمؐ کا بھی عملاً اسی پر عمل رہا ہے آپ روپے پیسے جمع رکھنے کی بجائے خرچ کرنے کے، ضرورتمندوں کو دینے کی تلقین کرتے اور خود اس پر عمل کرتے اللھم احینی مسکیناً فرماتے تھے۔ ہم نے اس ماثور دعا سے غلط استدلال کر کے غربت نکبت اور افلاس کو ترجیح دینے کی روش اختیار کر رکھی ہے، اسے ترک کرنا ہوگا۔ ہمارے اردگرد جو مسلم فرقے ہیں ان کی روز افزوں ترقی غیر ملکی مالی امداد میں مضمر ہے اور ہمارے اندرونی اختلافات اور فسادکی کڑیاں بھی اسی سے ملتی ہیں اس ضمن میں ایک بڑی شخصیت کی سکردو سے ایک غیر ملک کو بھیجی گئی رپورٹ سے یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی ہے۔ اس لئے ہمیں دوسرے شعبوں کے ساتھ ساتھ اقتصادی میدان میں بھی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہمارے علماء اور زعماء کو مل بیٹھ کر اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر پیش قدمی کرنا ہوگا۔

بقیہ

(رحمۃ للعالمین ﷺ)

.اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پاکیزہ کردار کا مالک ہے اور یہ جان رکھو کہ کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اللہ کے نزدیک فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔"

۳۔ رسول اکرم ﷺ کا بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انسانی جان ومال اور عزت نفس کا احترام کرنا سکھایا۔ آپ کی بعثت سے پہلے انسان حقیر اور بے قیمت شے تھا۔ کوئی سکندر کوئی بھی سیزر ایک امنگ لے کر اپنے ملک سے اُٹھ کھڑا ہوتا اور ہزاروں، لاکھوں انسانوں کا شکار کرتا ہوا گزرتا چلا جاتا۔ اس طرح دُنیا کے چپہ چپہ میں انسانیت کے تصور میں وحشت اور دہشت کا دور دورہ تھا۔ مگر آپؐ خلق عظیم کے مرتبہ پر فائز تھے اور آپ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ ۲۳ سال کی جانفشانی کے بعد انسان کو اس کا وہ مقام دلایا جسے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے اور کسی ایک جان کا ناحق قتل کرنا ساری انسانیت کا قتل قرار پایا۔

سید علی ہمدانی بحیثیت مبلغ

ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری

حضرت سید علی ہمدانی قدس سرہ ایران کے شہر ہمدان میں پیدا ہوئے۔ کشمیر میں علی ثانی کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۲- رجب المرجب ۷۱۴ھ (۱۳۱۴ء) میں پیدا ہوئے۔ شجرہ نسب کے بارے میں حاجی محی الدین لکھتے ہیں۔ شجرہ نسب شریف ایشان از جانب حضرت والدہ ماجدہ بہفدہ واسطہ حضرت امام حسین مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پیوندد و نیز از طرف والد ماجد بہفدہ واسطہ، حضرت امام حسین شہید رضا رضی اللہ عنہ منتہی گردد و شجرہ نسب شریف ایشان این است کہ حضرت سید السادات منبع الفیوض البرکات غوث ہمدانی الملقب بعلی ثانی بن سید شہاب الدین ہمدانی بن سید محمد بن سید علی بن سید یوسف بن سید اشرف بن سید محب اللہ بن سید محمد ثانی سید جعفر بن سید عبداللہ بن سید بن ثالث بن سید علی حسین بن سید حسین بن سید جعفر بن سید عبداللہ زاحد بن سید حسن بن امام زین العابدین بن سید الشہداء امام حسینؓ۔

آپ کے والد بزرگوار سید شہاب الدین، شہر ہمدان کے حاکم تھے۔ آپ کے استاد آپ کے خالو تھے۔ انہی سے علوم عقلیہ و نقلیہ سے استفادہ کیا۔ بچپن میں ہی قرآن پاک حفظ کیا۔ حضرت سید علی ہمدانی پہلی دفعہ ۱۳۷۹ء میں کشمیر لائے۔ اس وقت آپ کے ساتھ سات سو سادات تھے، ان دنوں کشمیر میں سلطان شہاب الدین کی حکومت تھی۔ بادشاہ وقت آپ کے ساتھ نہایت ہی عقیدت سے پیش آئے۔ آپ کے ساتھ اس وقت کے جید عالم جیسے میر سید حیدر، سید جمال الدین، سید کمال ثانی، سید جمال الدین علائی، سید رکن الدین، سید محمد، سید عزیز اللہ جیسے درخشندہ شخصیات تھیں۔ اس دفعہ شاہ صاحب نے صرف ۴ ماہ تک قیام کیا اور پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ دراصل صوفیاء کی اسلامی اقدار یہ تھیں کہ وہ بیک وقت مجاہد، مبلغ، مدرس اور منتظم تھے۔ صوفیاء کی زندگی میں نقل مکانی لازمی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صوفیاء سچائی اور علم کی تلاش میں دنیا کا قریہ قریہ اور چپ چپ چھان مارتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک عظیم صوفی مبلغ ثابت ہوئے۔ اس کی شہادت ہمیں آغا حسین ہمدانی کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ملتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ

The most significant event in the reign of Sultan Qutub-ud-Din was the arrival of Sayyid Ali Hamadani in Kashmir. It was the need of the hour that a Sufi saint could come to the valley of Kashmir to further propagate the teaching of Islam. This task was fulfilled by Sayyed Ali Hamadani.

متذکرہ بیان کے مطابق کشمیر میں تبلیغ اسلام کا کام باضابطہ اور منظم طریقے سے حضرت سید علی ہمدانی کے کشمیر وارد ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ کشمیر کی بیشتر آبادی جاہل لوگوں اور غیر مسلموں پر مشتمل تھی۔ ہندو لوگ زیادہ تر اپنا وقت گانے بجانے اور پوجا پاٹ میں بسر کرتے تھے۔ عیاشی اور بے حیائی زوروں پر تھی۔ ذات پات کے تفرقہ نے انسانی اذہان کو انقلاب برپا کرنے کے لئے پہلے سے ہی آمادہ کیا تھا۔ اسلام کے پودے کو جلا پکڑنے کے لئے ہموار دھرتی نیز موسمی حالات سازگار مل گئے۔ ہر وہ انسان جو دوسرے انسان کے لئے درندہ صفت ثابت ہو رہا تھا۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم سے اپنی انا کو اعلیٰ و ارفع مدارج پر پرکھنے کے لئے تیار ہوا۔ وہ دنیا جس کا ہر لمحہ انسان کے لئے دوزخ سے کم نہ تھا اب جنت کا حسین مرقع نظر آنے لگا۔ حضرت شاہ ہمدان نے اسلام کی تبلیغ شروع کی انہوں نے دیکھا کہ غیر مسلم اقوام مدتوں مندروں سے بھجن کی پرسوز کیفیات سے محظوظ ہو رہی ہیں۔ ان کو ان اوقات میں مصروف کیونکر رکھا

جائے ۔ چنانچہ انہوں نے اسمائے الہی کا ورد صوت الجہر میں شروع کروایا ۔ یہی اورادِ فتحیہ ہے ۔ ان مجموعات کلام الہی میں کسی قسم کی کوئی شرک کی بات نہیں، بلکہ سراسر اسلام ہی اسلام ہے ۔ آپ کے مشن کو بہت کم وقت میں کامیاب بنانے والے، سید حسین سمنانی اور سید تاج الدین قابل ذکر ہیں ۔ چنانچہ ان حضرات نے مکتب اور مسجد دونوں جگہوں پر یہ فرائض انجام دیئے اگرچہ حالات سخت تھے مگر پھر بھی آپ نے ان حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا کشمیر میں اشاعت اسلام کے مصنف سلیم خان گمی لکھتے ہیں "جب ۱۳۷۲ء میں شاہ ہمدانی کشمیر آئے تو کشمیر کا بادشاہ سلطان شہاب الدین غازی اٹک سے سولہ میل دور اوہند کے خلاف مہم پر گیا ہوا تھا اور سلطان کی جگہ اس کا بھائی قطب الدین کشمیر کا قائم مقام بادشاہ تھا ۔ آپ اس دفعہ ڈھائی سال تک کشمیر میں مقیم رہے ۔ اس کے بعد ۱۳۸۱ء میں براستہ ترکستان میں مقیم رہے اور تیسری بار ۱۳۸۳ء میں کشمیر تشریف لائے ۔

شاہ ہمدان صوفیوں کے کبروی مسلک سے تعلق رکھتے تھے ۔ جس کی بنیاد خوارزم کے شیخ نجم الدین اکبر (تاریخ وفات ۲۲ ھ) نے رکھی تھی ۔

سید علی ہمدانی کا مشن سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہ تھا جس کی شہادت واقعات کشمیر کے مصنف کے اس بیان سے بھی ملتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں "واز جملہ فیوض و برکات کہ درزمان سلطان شہاب الدین کشمیر راشرف مفتخر ساخت، ایں است کہ جناب مقرب درگاہ ربانی، عارف سبحانی حضرت سید حسین سمنانی بابزرگان دیگر از سادات کرام کہ قرابت تمام بانجناب دانشمند بامر حضرت علی ہمدانی بجہت تحقیق راہ واحوال سیرت وملت شاہ بہ کشمیر تشریف آوردند وچوں کشمیر را از تعرف امیر تیمور خالی یافتند صورت احوال رابحضرت نوشتند"

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ سید علی ہمدانی سید حسین سمنانی کے کہنے پر ہی کشمیر گئے جب حالات سازگار دیکھے تو حسب الحکم پیر کامل کو خط لکھا کہ حالات سازگار ہیں ۔ اپنا مشن پورا کریں ۔ غرض سید علی ہمدانی کا مشن ہی تبلیغ تھا ۔ ان کی تبلیغ سراسر توحید کی وکالت اور ولالت تھی ۔ جب ہم اورادِ فتحیہ پڑھتے ہیں تو واحد، رحمۃ للعالمین تک کفر اور شرک کا کوئی نقطہ بھی

لمحات میں نہیں ملتا ۔ چونکہ اس وظیفہ کے ورد کرنے میں ایک دو گھنٹے لگتے ہیں ۔ لہٰذا نفسیاتی طور پر اس دین کو یعنی دین اسلام کو گلے لگانے میں غیر مسلم کو کوئی دقت پیش نہیں آئی چنانچہ یہ تبدیلی صلح کن اور پیار آمیز تھی ۔ آپ کا تبلیغی جذبہ کس قدر تھا اس کا عکس ان کی زندگی کے آخری لمحات سے بھی ملتا ہے ۔ چنانچہ سیدہ اشرف کے مقالے کے حوالے سے مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ فرمایئے "علالت کے دوران شاہ ہمدان نے ذی القعدہ کا مہینہ کنار میں شاہی مہمان کی حیثیت سے گزارا مگر جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوا تو آپ نے درویشوں کے ساتھ عزلت اختیار کی اسی روز ظہر کے بعد علیل ہوئے اور پانچ روز اسی عالم میں گزر گئے مگر آخری دن چند بار پانی پیا ۔ چھ ذی الحجہ چار شنبہ کی رات کو نماز عشاء کے بعد اصحاب کو بلایا انہیں مخاطب کر کے یہ وصیت کی "ہمیشہ باحق باشید و بر ملازمت اوراد ثابت قدم باشید و حاضر باما باشید و مارا بعمل کنید وتا یکسال اگر در وفاداری ثابت قدم باشید نزد مشہد ما مجاور باشید ۔

سید علی ہمدانی ایک بیباک، نڈر، عظیم حق گو، حق شناس صوفی مبلغ تھے ۔ آپ کسی بھی بادشاہ کو سرزنش کرنے میں ذرا بھی تاخیر نہ فرماتے ۔ سیدہ اشرف لکھتی ہیں کہ حاکموں سے آپ کے خاصے مراسم تھے طغانش نے شاہ ہمدان سے التماس کی تھی کہ پاکھلی کے علاقے میں عوام کی دینی و دنیاوی رہنمائی کریں اور انہیں شرعی احکام کی تعلیم دیں ۔ اسی نسبت سے شہر میں یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو کوئی فرمان شرع پر عمل پیرا نہ ہوا اس سے بازپرس ہو گی اس پر سید صاحب کو چند فتنہ پرور لوگوں نے ستایا سید علی ہمدانی لکھتے ہیں کہ یہ صرف عوام کی کارستانی نہیں بلکہ کسی حاکم اعلیٰ کا درپردہ ہاتھ ہے ۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اس نوعیت کے لوگ مجھ سے وہی سلوک کریں جو یزید نے امام حسین علیہ السلام سے کیا تھا تو کوئی مشکل نہیں یہ جور و جفا میرے لئے باعث سعادت ہے کہ جو کوئی حق گوئی اپنا شعار بنائے تو لوگ اس سے دشمنی اختیار کر لیتے ہیں ۔

اسی طرح ایک اور خط ملاحظہ فرمایئے اس خط سے سید صاحب کی فصاحت اور بلاغت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور پھر تصوف کی فنافی اللہ کے زینے کا اندازہ بھی ہوتا ہے ۔ لکھتے ہیں کہ دنیا عارضی اور فانی ہے ۔ اس کی بہار گل و ریحان کی مانند ہے ۔ جو

چند دنوں کے بعد پھر وہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے حکومت اس طرح کرنی چاہئے کہ ابدی سعادتوں کا وسیلہ بن جائے۔ حکومت اور سروری کی نعمت کی سپاسگزاری یہ ہے کہ عوام سے عدل واحسان کیا جائے۔

بلخ کے حاکم محمد شاہ سے آپ کے روابط تھے جب حکومت ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تو آپ نے فرمایا "زود باشد کہ مملکت بدخشان بشیخ محمد باز گردد"

شاہ ہمدان ایک پاک دل اور پاکباز صوفی تھے۔ ان کا مسلک صوفی ازم میں یہی تھا۔ واطیعو اللہ واطیعو الرسول اللہ واولامر منکم آپ رسالہ فتحیہ میں فرماتے ہیں کہ تمام منازل شریفہ درجات عالیہ اور سعادت اخرویہ طاعت ماحصل اور عبادت کا ثمرہ ہیں اگرچہ عبادتیں مختلف نوعیت کی ہیں مگر وہ سب تین قسم پر مشتمل ہیں یعنی قلبی، بدنی، مالی۔ آگے چل کر کتاب الفتوح میں دیکھئے کیا لکھتے ہیں۔

ایں عزیز جمیع مراتب و منازل شریفہ و جملہ درجات عالیہ و ہمگی سعادات اخروی نتیجہ طاعات و ثمرہ اشجار عبادات بندہ است کہ "وان لیس للانسان الاماسعی"

جناب سید علی ہمدانی کی تربیت برائے تبلیغ اس طرح تھی کہ انہوں نے اکیس سال کی عمر میں سفر شروع کیا جس کے دوران وہ دنیا کے تمام عالم دین سے ملتے رہے اور ان سے استفادہ بھی کرتے رہے۔ کبروی یا سہروردی سلسلہ کے ساتھیوں میں

سے ممتاز راہنما جناب حضرت علی ہمدانی کے دوست سید حیدر، سید جمال الدین، سید کمال ثانی سید جمیل الدین علائی سید رکن الدین، سید محمد اور سید عزیز اللہ تھے جناب جی ایم ڈی صوفی سید علی ہمدانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

These associates of Sayyed Ali Hamadani established hospices all over the country which served as centres for the propagation of their religion in every nook and corner of Kashmir and by their influence definitely furthered the acceptance of the faith of the prophet of Arabia. The newly converted people of their own accord, converted temples into mosques in consequence of their change of faith.

بہرحال اسلام کو روشناس کرنے میں کشمیر میں جو رتبہ سید علی ہمدانی کا ہے وہ اور کسی بزرگ کو حاصل نہیں۔ سید علی ہمدانی نے منطقی اور نفسیاتی طور پر پہلے اسلام کے لئے ذہن سازگار کیا یعنی سیدھے اور آسان طریقے سے مساوات محمدیؐ کا درس دے کر پہلے نچلے طبقے کے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کیا اور اس کے بعد اعلیٰ طبقے کے لوگوں نے ہزاروں کی تعداد میں دین اسلام قبول کر لیا۔ آج کشمیر میں ان کی اعلیٰ ظرفی اور عظیم مساوات کے علمبردار ہونے کی حیثیت سے ہم سید امیر کبیر کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

آخر سید السادات سالار عجم بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ورد کرتے ہوئے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ کل نفس ذائقۃ الموت

بسم اللہ کے عدد سے ۷۸۶ ہی تاریخ وفات ہے۔ مولف حسن کی طبع زاد تاریخ ہے۔

جناب سیادت امیر کبیر
چو در باغ جنت شد آرام گیر
حسین سال موسو دو عمر و وصال
دریں بیت ہر سہ بگفت ای فقیر
باسطہ (۷۳) و رحمت اللہ (۷۳ پیدائش) ظہور قضا جیر کامل امیر کبیر

اس کو بھی جگر دیکھ لیا خاک میں ملتے
وہ اشک جو تھا گوہر یک دانہ کسی کا
(جگر)

دنیائے تصوف کی خبریں

مولانا محمد انور

کرنل غلام حیدر مرحوم کی ملی و دینی خدمات سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ (مقررین)

مرحوم کرنل کے مشن کی تکمیل کے لیے تن من دھن کی قربانی سے گریز نہیں کریں گے۔ (غلام محمد، چیئرمین)

میرے والد محترم ایک علم دوست انسان تھے۔ (شہزاد حیدر)

کرنل صاحب نے آخری لمحہ تک اصولوں کی پاسداری کی۔ (جی آر ثاقب)

لیگل کمیٹی نوربخشیہ کراچی کے زیر اہتمام سابق چیئرمین لیگل کمیٹی جناب کرنل غلام حیدر مرحوم کی پہلی برسی کے موقع پر ایک تعزیتی نشست ان کی رہائشگاہ پر منعقد ہوئی جس میں صوفیہ نوربخشیہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں، بزرگوں اور طلباء کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس محفل کی صدارت غلام محمد، چیئرمین لیگل کمیٹی نے انجام دی جبکہ مہمان خصوصی مرحوم کرنل صاحب کے فرزند ارجمند شہزاد حیدر صاحب تھے۔ اس نشست کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ معروف نعت خواں محمد آصف سرکی نے سرور کونینؐ کے حضور گلہائے عقیدت نچھاور کیے۔ غلام رسول ثاقب نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کرنل مرحوم نے لیگل کمیٹی کے پلیٹ فارم سے ملت صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی و استحکام اور اتفاق و اتحاد کے لیے جو کوششیں کیں وہ قابل تقلید ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کرنل صاحب ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے جنہوں نے ساری زندگی اصولوں کی پاسداری کی اور آخری وقت تک اس پر قائم رہے۔ محمد حسن دلشاد جنرل سیکریٹری لیگل کمیٹی نوربخشیہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم ایک پرعزم انسان اور متحرک لیڈر تھے۔ انہوں نے کہا کہ کرنل صاحب نے ہمیں جینے کا ڈھنگ اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا سلیقہ سکھایا۔ بوا محمد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حق و باطل کا معرکہ ہر زمانے میں رہا ہے لہذا ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ حق کی قوتوں کا ساتھ دیں۔ کرنل غلام حیدر مرحوم کے فرزند ارجمند شہزاد حیدر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ میرے والد محترم ایک علم دوست انسان تھے جن کے دل میں علم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے لیگل کمیٹی کی موجودہ قیادت پر اطمینان کا اظہار اور اپنی طرف سے اور اپنے خاندان کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے بعد صدر محفل جناب غلام محمد چیئرمین لیگل کمیٹی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ملت صوفیہ نوربخشیہ اس وقت تاریخ کے ایک نازک دور اہے پر

کھڑی ہے اندرونی اور بیرونی قوتیں شاہ سید محمد نوربخش کی تعلیمات کا خاتمہ کرنے کے درپے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لیگل کمیٹی ملت کی نظریاتی سرحدوں پر نظریاتی یلغار کو روکنے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ کرنل مرحوم نے جو مشن چلایا ہے اس مشن کی تکمیل کے لیے تن من دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ آخر میں کرنل مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی اور مرحوم کی ابدی زندگی میں کامیابی و کامرانی کیلئے خصوصی دعاؤں کے ساتھ تعزیتی نشست اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆☆

پریس سیکرٹری

لیگل کمیٹی نوربخشیہ پاکستان (کراچی)

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

السلام علیکم!

حالات سے آگاہ کر رہا ہوں کہ ایک شخص سید علی سکردو والا چودہ پندرہ سالوں سے ایران میں رہتا ہے۔ سال میں ایک دو بار انڈیا آمباڑی میں آتا ہے اور کراچی سے سید محمد نورانی یہ دونوں ملکر آمباڑی ڈیرہ دون مدرسے کے لیے رقم بھی کبھی کبھار بھیجتے ہیں۔ ان کے کہنے پر کرگل سے غیر فرقہ کے دو شیخ مدرس کے طور پر مدرسہ صوفیہ نوربخشی ڈیرہ دون میں متعین کیے ہیں۔ اور ان کی تنخواہ کا انتظام بھی یہی لوگ کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے مدرسہ کے بانی و ناظم اعلیٰ آخون علی حسن یوچوکپا تھے جو تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا ان سے ان کا عہدہ چھین لیا گیا ہے۔ جبکہ آمباڑی اور چکروتہ والے آخون علی حسن پر پورا بھروسہ اور اعتماد کرتے تھے۔ اسی بھروسے پر یہ مدرسہ تعمیر کیا اور تدریس کا عمل شروع ہوا جس کے لیے نوابرہ کی نوربخشی آبادی کافی چندہ دیتی ہے اور اس میں ان کے کئی ممبر کام کرتے ہیں۔ مگر یہ دونوں شیخ ہماری مجبوریوں سے غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جس کے لیے آپ لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہے۔

آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہماری آبادی زیادہ تر لاخ نوبراہ کے علاقے میں موجود ہے۔ یہاں سے بچے بھی پڑھنے کے لیے آتے ہیں۔ پہلے ہم مدرسے کی انتظامیہ سے خوش تھے مگر ان دو شخصوں کی وجہ سے ہمارے درمیان تنازعہ سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ اور آخون علی حسن سے ان کا عہدہ بھی چھین لیا گیا ہے۔ ان کی جگہ پر یہ دونوں شیخ انچارج بنے ہوئے ہیں جو ہمارے لیے انتہائی دکھ اور پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ وہاں سے دو علماء کا انتظام کر کے ہمیں مطلع کریں۔ ہم ان کے لیے ویزا کی کوشش کریں گے باقی یہاں انڈیا میں بسنے والے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کی جانب سے وہاں کے تمام نوربخشیوں کو ہدیہ سلام۔

محمد یونس گرام حاری پور آمباڑی ڈیرہ دون (انڈیا)

☆☆☆

مبارک باد

چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا ایک ہنگامی اجلاس یکم جولائی کو منعقد ہوا جس میں غلام عباس صاحب سٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان سکردو کی حالیہ پروموشن پر ان کو مبارک باد دی گئی اور ان کی ترقی کو علاقے کے لیے باعث افتخار قرار دیا۔

غلام عباس صاحب چھوار کے ایک انتہائی باعزت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اس سے قبل آپ بی بی سی کا نمائندہ رہ چکے ہیں۔ 1979 میں آپ ریڈیو پاکستان سے منسلک ہوگئے۔ آپ کو ریڈیو پاکستان سکردو کے پہلے اناؤنسر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ اور حال ہی میں ریڈیو پاکستان کے ڈپٹی کنٹرولر مقرر ہوئے۔

☆☆☆

عبدالحمید خاور

صدر: چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن، چھوار بٹ

تعزیتی اجلاس

بروز پیر 21 جون 2004 کو اسٹوڈنٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن سلترو سیاچن کراچی کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں واناآپریشن میں شہید ہونے والے 6 این ۔ ایل ۔ سی کے نوجوان محمد ابراہیم (وزیر) کے ایصال ثواب کے لیے سلترو سیاچن ہاسٹل کورنگی میں ایک قرآن خوانی ہوئی اس میں انجمن کے صدر غلام رسول اور ہاسٹل کے تمام طلبہ، استاد نجم الدین صوفی اور مہمانوں نے شرکت کی اور مرحوم کی ایصال ثواب کے لیے دعا کی۔

منجانب: انجمن طلبہ سلترو سیاچن (کراچی)

☆☆☆

کراچی میں فیض بخش ہوسٹل کی سالگرہ پر تقریب

گزشتہ دنوں 28 اپریل 2004 کو فیض بخش ہوسٹل کی سالگرہ منائی۔ اس موقع پر اسکول وکالجوں کے طلباء کی ایک کثیر تعداد موجود تھی اس موقع پر اجتماع سے طلباء نمائندوں نے خطاب کیا اجلاس کا آغاز فیاض علی سرنوئی کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا اور عبدالرحمن نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی اس موقع پر غلام رسول، مشتاق حسین، غلام حسین اور محمد اقبال نے تمام حاضرین کو مبارک باد دیتے ہوئے ہاسٹل کے منتظمین خصوصاً اعجاز حسین منڈوق چیئرمین اور کوارڈینیٹر کفایت حسین کو خراج تحسین پیش کیا۔ مقررین نے کہا یہ علم دوستی اور انسانی فلاح کی بہترین مثال ہے اس قسم کے ادارے کے قیام سے علم کی شمع کے پروانوں کو اپنی تعلیم مکمل کرنے کا موقع ملے گا۔ ایسے ادارے کی کامیابی کے لئے معاشرہ کے ہر فرد کو تعاون کرنا چاہیے اس موقع پر چیئرمین ہاسٹل اور کوارڈینیٹر نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور تمام طلباء کو اتفاق و اتحاد سے رہنے اور حصول علم کے لیے ہر قسم کی کوششیں جاری رکھنے پر زور دیا۔ انہوں نے ہاسٹل کے قیام کے سلسلے میں درپیش مسائل کا بھی تفصیل سے ذکر کیا انہوں نے کہا ابتدائی دنوں میں پانچ طالب علموں نے رہائش اختیار کی کیونکہ رہائش گاہ محدود تھی اب ماشاءاللہ 20 طالب علم رہائش پذیر ہیں۔ اس ہوسٹل میں ہر قسم کی سہولت موجود ہے تاہم اب بھی جگہ کی تنگی کی وجہ سے بہت سارے طلباء رہائشی مسائل سے دوچار ہیں ان رہائشی مسائل کو حل کرنے کے لیے مخیر حضرات کو آگے آنا چاہیے تا کہ اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے کے خواہشمند طلباء کا رہائشی مسئلہ حل ہو سکے۔ انہوں نے کہا ہمارے ہاسٹل میں ہر علاقہ کے طلباء رہائش پذیر ہیں جن میں ماسٹرز والے، گریجویٹ، انٹرمیڈیٹ اور میٹرک کے طلباء شامل ہیں۔ انہوں نے کہا ہم نئے آنے والے طلباء کی رہنمائی بھی کرتے ہیں تا کہ وہ بہتر مستقبل کا فیصلہ کر سکیں اور جہاں کہیں بھی داخلہ ممکن ہو کرا دیتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ مناسب تعلیم و تربیت کے لیے ہمارے مشوروں سے مستفید ہوں۔

اعجاز حسین نے کہا بہت سے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں موجود سٹوڈنٹس علاقائی کوٹہ کی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں لہٰذا اِن شعبوں کی معلومات کے لیے کالج و یونیورسٹی پراسپیکٹس ہمارے ہاسٹل کے لیے ارسال کریں۔ تا کہ آنے والے طلباء کی رہنمائی ہو۔

اعجاز حسین منڈوق (کراچی)



فیض بخش ہاسٹل کی سالگرہ کے موقع پر کیک کاٹتے ہوئے۔

قارئین کو مشورہ

نوائے صوفیہ کے تمام قارئین کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ نوائے صوفیہ کے بارہ یا چوبیس شماروں کی جلد بندی کر کے اپنے ریکارڈ میں محفوظ کر لیا کریں تاکہ یہ ضائع ہونے سے بچ جائیں اور آئندہ نسل کے لئے کام آسکیں۔ یہ رسالہ تمام مقالہ جات اور وقت و حالات کے ساتھ ساتھ ایک ضخیم کتاب کی حیثیت رکھتا ہے خصوصاً آپ کے مسائل اور ان کا حل اور مجموعہ شریعت محمدیہ اور بین الاقوامی دنیائے تصوف کی خبریں اور بڑے بڑے مفکروں اور ڈاکٹروں کے مقالہ جات اور تعارف صوفیہ نوربخشیہ انتہائی قیمتی ہے جو آپ کو لائبریریوں سے دستیاب نہیں ہوں گے۔ لہذا اسے محفوظ کر کے علم دوستی کا ثبوت دیا جائے۔

☆☆☆

ضروری اطلاع

نوائے صوفیہ کے مستقل قارئین حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ مستقل خریداروں کے چندہ کی معیاد ۱۲ شمارہ مکمل ہونے پر ختم ہوگی اس مقصد کے لئے مستقل خریداروں کے پوسٹل ایڈریس پر خریداری نمبر کے ساتھ سالانہ چندہ کی معیاد کا آخری نمبر بھی پنسل سے تحریر کیا ہوا ہے مستقل خریدار حضرات اس کو مدنظر رکھ کر سالانہ چندہ ارسال کیا کریں۔ سالانہ چندہ بشمول ڈاک چارجز ۲۰۰ روپے مقرر ہے۔ اگر کسی کو رسالہ نہیں مل رہا ہو یا ایڈریس تبدیل ہوا ہو تو خریداری نمبر کے ساتھ مطلع فرمائیں تاکہ ریکارڈ درست کیا جا سکے۔

قارئین توجہ فرمائیں

ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب کے دونوں مضامین مجموعہ شریعت محمدیہ آپکے مسائل اور انکا حل علامہ صاحب کی نجی مصروفیات کی وجہ سے نہ مل سکے ہیں جس کی وجہ سے اس شمارہ میں یہ دونوں مضامین شامل نہیں ہو سکی ہے انشاءاللہ اگلے شمارہ کیلئے ان سے مضامین کے علاوہ ان سے تفصیلی انٹرویو بھی لیا جائے گا۔

ادارہ

بقیہ اثبات اوراد

يقينا صادقاً ليس بعدهٔ كفرهٔ ولا شرك ولاشك واسئلك رحمة انال بها شرف الكرامة فى الدنيا والآخرة.

"پروردگارا! میں ایمان کا سوال کرتا ہوں۔ جو میرے قلب کو تیری معرفت سے مزین کر دے۔ اور اس سچے اور یقینی عہد کا سوال کرتا ہوں جس کے بعد نہ شک کی گنجائش ہے نہ شرک اور نہ شک وشبہ کی گنجائش ہے۔"

اللهم انى أسئلك الفوز عند القضاءِ ومنازل الشهداء وعيش السعداء ومرافقة الانبياء والنصر على الاعداء.

"پروردگارا! میں اختتام زندگی کے وقت سرخروئی، شہیدوں کے درجے، سعادتمندوں کی زندگی، پیغمبروں کی صحبت نشینی اور دشمنوں کے مقابلے میں تیری مدد مانگتا ہوں۔"

علامہ محمد بشیر صاحب اور دیگر نوائے صوفیہ آرگنائزیشن سب کو بھی مزید اس پاک مسلک کی خدمت جاری و ساری رکھنے کی توفیق دے۔

محمد ابراہیم آصف کوروی



قارئین کے خطوط

لیاقت علی خان

دعا ہے کہ نوربخشیہ دنیا کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں یہ رسالہ نہ صرف صبح کا تارا ثابت ہو بلکہ عالم کے لیے بالخصوص اور عالم اسلام کے لیے بالعموم قوت ایمان اور اتحاد ہاتھ آ جائیں۔

عبدالرحمن صابر چھورلتی

محترم جناب قبلہ علامہ محمد بشیر صاحب

بعد از سلام عرض خدمت ہے کہ ہمیں اس بات پر فخر محسوس ہوتا ہے کہ آپ جیسے علمائے دین کی رہنمائی میں ہم اپنی روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے جدید شرعی مسائل کے بارے میں جان سکتے ہیں۔ میری طرف سے ارسال کیے جانے والے سوالات کا آپ نہایت ہی تسلی بخش جواب دے رہے ہیں۔ نوائے صوفیہ نہایت ہی پیارا رسالہ ہے یہ تعصب اور تنگ نظری سے بالکل پاک ہے اس لیے غیر نوربخشی بھی اسے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

شاہد علی شاہد ڈوم گی

9 این ایل آئی رجمنٹ

بنام جامعہ دار العلوم اپنا عظیم رسالہ "نوائے صوفیہ" ارسال فرما کر شکریہ کا موقع بخشیے۔ اس سے پہلے بھی کئی خطوط لکھ چکا ہوں مگر تعمیل ندارد۔

ناظم اعلیٰ دار العلوم، غواڑی

جواب: 200 روپے سالانہ فیس ارسال کیجیے۔

اس دفعہ رسالہ ارسال خدمت ہے۔

"نوائے صوفیہ" معیاری طریقے سے شائع کرنے پر مبارکباد۔

سید مظفر علی حیدری

ڈیفنس (کراچی)

علامہ محمد بشیر مدیر اعلیٰ، ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

عید نوروز و عید گل سرخ و جشن بہاراں مبارک باد۔ سلامت و سعادت شما درازی عمر سن ہمیشہ بہ یاد شما ہستم و مقالات عرفانی ادبی و مذہبی و روحانی و فقہی و فرہنگی می خوانم۔

سرودہ: دکتر محمد حسین تسبیحی (رہا) محقق بزرگ ایرانی

جواب: آپ جیسے محقق کی طرف سے نوائے صوفیہ کے لیے تعارفی کلمات انتہائی خوش آئند بات ہے شکریہ

دنیائے تصوف کی خبریں اور فقہی مسائل (آپ کے مسائل اور انکا حل) فیض بخش ہاسٹل کے طلبہ بڑے شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ نوائے صوفیہ اس نازک دور میں نوربخشی عوام کی رہنمائی اور صوفیہ نوربخشیہ مذہب کی ترقی کے لیے ایک منفرد رسالہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ ہم منتظمین نوائے صوفیہ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس رسالہ کی ترقی کے لیے اپنے اس کار خیر کو جاری رکھیں (شکریہ)۔

امتیاز حسن بھی فیض بخش ہاسٹل، گلشن اقبال کراچی۔

ماہ اپریل کا شمارہ پڑھنے کو ملا بہت مزہ آیا اس کے بعد میری پوسٹنگ کشمیر میں ہو گئی ہے تو مئی کا شمارہ نہیں ملا۔

سپاہی موسیٰ علی کلیم گھر کوی، آزاد کشمیر

میں ہر مہینے کم از کم دس یا اس سے زیادہ نوائے صوفیہ محترم صدیقی صاحب سے لے کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر رہا ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آئندہ کم از کم دس عدد نوائے صوفیہ ڈائریکٹ میرے نام ارسال کریں؟

نائب صوبیدار محمد علی بلال

جواب: متعلقہ تعداد میں نوائے صوفیہ آپ کو ارسال کر دیا کریں گے۔

نذرانۂ عقیدت بحضور شاہ سید محمد نور بخش

اخوند محمد حنیف حنیف

صوفیوں کا پیشوا ہے نور بخش
منبعِ صدق و صفا ہے نور بخش

راستہ بھولے مسافر کے لئے
جادۂ حق، رہنما ہے نور بخش

شرک و بدعت کی اندھیری راہ میں
روشنی کا اِک دیا ہے نور بخش

در سے خالی ہاتھ لوٹا ہے کوئی؟
معدنِ جود و سخا ہے نور بخش

کیوں مجھے بیماریٔ دل کا ہو غم
تیرے ہاتھوں میں شفا ہے نور بخش

سہہ لیا قید و مشقت آپ نے
پیکرِ صبر و رضا ہے نور بخش

دینِ حق کی روح کو تازہ کی
حامیٔ دینِ خدا ہے نور بخش

صوفیانِ پاک باطن کے لئے
خاص رب کی عطا ہے نور بخش

حاسدانِ تیرہ باطن کے لئے
سر پہ شمشیرِ خدا ہے نور بخش

کیوں فدا اُس پر نہ ہو جانِ حنیف
ہادیٔ دینِ ہدیٰ ہے نور بخش

☆☆☆

ترانہ نوائے صوفیہ

اخوند محمد حنیف حنیف

مرا دین ہے، مرا ایماں، نوائے صوفیہ میرا
تصوّف کی ہے یہ پہچاں، نوائے صوفیہ میرا

چمکتا ہے یہ مثلِ کہکشاں دینی جرائد میں
تصوّف کا مہ تاباں نوائے صوفیہ میرا

ابو العرفان و معروفی و غازی بانی ہیں اس کے
اُنہی کے دَم سے ہے تاباں نوائے صوفیہ میرا

تصوّف کے مدارج کی وضاحت اس کی خوبی ہے
ہے مُشکِ نافۂ ہمداں نوائے صوفیہ میرا

یہ ذکرِ نوربخش و فکرِ ہمدانی کا مظہر ہے
بناؤں کیوں نہ حرزِ جاں نوائے صوفیہ مرا

مقام اُونچا کیا جس نے تصوّف کا زمانے میں
تصوّف کا ہے پُشتیباں نوائے صوفیہ میرا

نہ اپنوں سے خفا ہے اور نہ غیروں سے کوئی کد ہے
سبھی کے درد کا درماں نوائے صوفیہ میرا

مضامین اس کے عالی اور طباعت دلنشیں اس کی
صحافت اس پہ ہے نازاں نوائے صوفیہ میرا

دُعا ہے یہ حنیف کی اَبد تک یہ رہے جاری
مرے دِل کا ہے یہ اَرماں، نوائے صوفیہ میرا